ڈاکٹر شاہ انجم

مکتوبات حیرت شملوی بنام جلیل قدوائی

(۱)

اردو کے معروف شاعر و ادیب اور مترجم حیرت شملوی کا اصل نام عبدالمجید خان تھا۔ آپ ۱۹۰۰ء میں شملہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام عبداللطیف خان تھا۔[۱] تقسیم ہند کے بہت بعد ۱۹۶۲ء میں پاکستان آ گئے تھے۔[۲] کچھ عرصہ سکھر میں اپنے سسرالی عزیزوں کے یہاں قیام کرنے کے بعد کراچی چلے آئے، جہاں درگاہ حضرت عبداللہ شاہ غازی واقع کلفٹن پر مقیم ہوئے۔ یہیں ایک مکتب کی مدرسی کرتے، نوے روپے ماہانہ مشاہرہ پاتے اور لنگر کا کھانا کھاتے اپنی زندگی کے آخری ایام گزارے۔[۳] بالآخر تیس سالہ طویل معذوری کا مردانہ وار مقابلہ کرتے کرتے ۹ر نومبر ۱۹۶۴ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ پاپوش نگر کا قبرستان آپ کا مدفن ہے۔[۴]

حیرت بھی علیگ تھے لیکن آپ جلیل قدوائی (۱۹۰۴ء۔ ۱۹۹۶ء)[۵] کے علی گڑھ پہنچنے یعنی ۱۹۲۲ء سے قبل ہی گریجویشن کر کے جا چکے تھے اور مرکزی حکومت میں ملازمت کر رہے تھے۔ جلیل نے لکھا ہے کہ ۱۹۳۶ء میں جب مرکزی حکومت کے گرمائی دارالحکومت شملہ میں، میرا اور حیرت کا ساتھ ہوا، تو وہ متحدہ ہندستان کی مرکزی اسمبلی میں ایک شعبے کے نگراں تھے۔ وہ شملہ کی بزم ادب کے روح رواں اور اس کے آل انڈیا مشاعروں کی جان تھے، مگر پھر یکایک وہ بیمار ہو گئے اور بیمار بھی ایسے کہ ان کا نچلا دھڑ مفلوج ہو گیا اور وہ چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے، ناچار قبل از وقت رٹائرمنٹ اور پنشن لینا پڑی۔ ان کے ساتھ کام کرنے والے آگے چل کر حکومت پاکستان میں ڈپٹی سیکریٹری بلکہ نیم سرکاری اداروں میں سکرٹری یا اس سے بھی بڑے عہدوں پر فائز ہوئے۔[۶]

حیرت کی زندگی میں ان کا صرف ایک شعری مجموعہ ''آئینۂ حیرت'' ہی شائع ہو سکا۔ آپ چھوٹی بحر میں غزل کے استاد کہے گئے ہیں۔ جلیل قدوائی نے ان کی غزل گوئی خصوصاً ان کے مذکورہ وصف ہی کے پیش نظر انھیں ''کلاسیکی غزل گو اور استاد سخن'' قرار دیا ہے۔[۷] اسی طرح علامہ امتیاز علی خاں عرشی رام پوری نے کلام حیرت دیکھ کر لکھا تھا کہ ''میں اب تک آپ کو شاعر جانتا تھا، صاحب طرز استاد نہیں سمجھتا تھا ان غزلوں کے مطالعے کے بعد میں نے باور کر لیا ہے کہ آپ اس وقت تمام غزل گویوں کے پیشوا ہیں۔''[۸]

حیرت اگرچہ چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے تھے، لیکن ذہنی طور پر نہایت مستعد تھے۔ چناں چہ مضمون نگاری، ترجمہ نگاری، شعر گوئی، خط و کتابت اور پڑھنے پڑھانے سے انھیں آخر تک شغف رہا۔ ان کے احباب انھیں کتابوں اور رسالوں کے تحائف بھجواتے رہتے۔ اس سلسلۂ ترسیل میں اگر کبھی کمی دیکھتے تو بلا تکلف دوستوں کو خط لکھ کر بھی اپنی پسند کا کوئی ادبی تحفہ منگا لیا کرتے۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ جلیل اور حیرت کے دوستانہ روابطہ کا آغاز ۱۹۳۶ء سے ہوا۔ حیرت کی تقریباً تین سالہ علالت جھیلنے، قبل از وقت رٹائرمنٹ لینے اور تقسیم ہند کے بعد جلیل کے پاکستان چلے آنے پر بھی ان دونوں شخصیتوں کے درمیان مخلصانہ روابط ختم نہیں ہوئے بلکہ خط و کتابت کی صورت میں آخر تک قائم رہے۔

(۲)

راقم سطور کے پاس تقریباً تمام دست یاب حیرت۔جلیل مراسلت محفوظ ہے۔۹ یہ خطوط محض رسمی نہیں ہیں بلکہ اپنے اندر طرح طرح کا مواد سمیٹے ہوئے ہیں۔ ان میں حیرت کی نجی زندگی کے ساتھ ساتھ ان کی علمی و ادبی سرگرمیوں پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ حیرت اور جلیل کے ادبی سفر کے علاوہ ان کے بعض اہم ہم عصر شعرا اور ادبا سے متعلق بھی قابل قدر سوانحی و تنقیدی مسالا پایا جاتا ہے۔ سردست مذکورہ مراسلت سے صرف حیرت ہی کے کچھ خطوط نذر قارئین کیے جاتے ہیں باقی باقی۔

حفظ متن: خطوط کو نقل کرنے میں حفظ متن کے اصولوں کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ چناں چہ یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ:

پیش کردہ خطوط کا متن اصل کے عین مطابق ہے۔ البتہ بعض مقامات پر پرانے املا کی جگہ املائے جدید کو اختیار کیا گیا ہے، ایسے املا کی چند مثالیں ذیل میں مشتے نمونہ از خروارے پیش کی جاتی ہیں:

املائے حیرت:

اڈیٹر، اڈیشن، بظاہر، سنکر، انہیں، لیکر، بھیجدیں، بھیجینگے، ملئے، پائینگے، بصورت، انہوں خاصہ دئے، لکھدیا، ٹھہرونگا، کیجئے، لکھونگا، صاحبزادی، جبلپوری، آجکل، نمعلوم، کیونکر، بیچارے، بابائے، تندرست، بتدریج، بدستور، علیگڑھ، علیحدہ، یکقلم، گزشتہ وغیرہ۔

مندرجہ بالا تمام الفاظ کو املائے جدید کے تحت لکھا گیا ہے، اس سلسلے میں زیادہ تر رشید حسن خان مرحوم کی سفارشات۱۰ کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ ''پس نوشت'' کے لیے مکتوب نگار (حیرت) نے ضرب کی نشانی [x] پر نقطے ڈالے ہیں۔ راقم نے ایسے مقامات پر ''پس نوشت'' کی سرخی جمائی ہے۔ راقم سطور کے پاس موجود مکتوبات حیرت میں پہلا خط ۸/اکتوبر ۱۹۴۹ء کا جب کہ آخری خط جون ۱۹۶۳ء کا تحریر کردہ ہے، لیکن زیر نظر صفحات میں جو خطوط اشاعت کے لیے منتخب کیے گئے ہیں وہ درج ذیل تاریخوں کے لکھے ہوئے ہیں:

خط نمبر	مقام	دن اور تاریخ
۱۔	موڑک (راجستھان)	سنیچر۔۸/اکتوبر ۱۹۴۹ء
۲۔	موڑک (راجستھان)	جمعہ۔۴/اگست ۱۹۵۰ء
۳۔	موڑک (راجستھان)	جمعرات۔۲۸/ستمبر ۱۹۵۰ء
۴۔	موڑک (راجستھان)	سنیچر۔۱۴/اکتوبر ۱۹۵۰ء
۵۔	موڑک (راجستھان)	پیر۔۲۷/نومبر ۱۹۵۰ء
۶۔	موڑک (راجستھان)	جمعہ۔۱۸/مئی ۱۹۵۱ء
۷۔	موڑک (راجستھان)	بدھ۔۱۴/جون ۱۹۵۱ء

۸۔	رام پور (یوپی)	اتوار۔۱۸/نومبر ۱۹۵۱ء
۹۔	رام پور (یوپی)	سنیچر۔۱۵/دسمبر ۱۹۵۱ء
۱۰۔	رام پور (یوپی)	جمعرات۔۱۳/مارچ ۱۹۵۲ء
۱۱۔	رام پور (یوپی)	بدھ۔۱۶/اپریل ۱۹۵۲ء
۱۲۔	رام پور (یوپی)	پیر۔۱۶/مارچ ۱۹۵۳ء
۱۳۔	رام پور (یوپی)	جمعرات۔۱۶/اپریل ۱۹۵۳ء
۱۴۔	رام پور (یوپی)	منگل۔۴/اگست ۱۹۵۳ء
۱۵۔	رام پور (یوپی)	پیر۔۷/ستمبر ۱۹۵۳ء
۱۶۔	رام پور (یوپی)	جمعرات۔۳/مارچ ۱۹۵۵ء
۱۷۔	رام پور (یوپی)	بدھ۔۳/ستمبر ۱۹۵۹ء
۱۸۔	رام پور (یوپی)	اتوار۔۱۱/ستمبر ۱۹۶۰ء
۱۹۔	رام پور (یوپی)	پیر۔۱۷/اپریل ۱۹۶۱ء
۲۰۔	رام پور (یوپی)	اتوار۔۹/جولائی ۱۹۶۱ء
۲۱۔	رام پور (یوپی)	منگل۔۷/نومبر ۱۹۶۱ء
۲۲۔	رام پور (یوپی)	جمعرات۔۲۲/فروری ۱۹۶۲ء

(۲)

جلیل احمد قدوائی (۱۹۰۴ء۔۱۹۹۶ء) کا شمار مشاہیر اُردو میں ہوتا ہے۔آپ کے ادبی سفر کا آغاز ۱۹۱۹ء میں مضمون نگاری سے ہوا۔چوں کہ آپ ایک کثیر الجہات شخصیت کے مالک تھے لہذا آپ نے شاعری، تراجم، افسانہ، تنقید، تحقیق و تدوین، لغت نگاری، خاکہ نگاری، صحافت، تعلیم و تربیت نیز تبصرہ نگاری جیسے مختلف میدانوں میں قابل ذکر خدمات انجام دیں، آپ کی تصانیف وتالیفات کی تعداد، دودرجن سے زائد ہے۔[۱۱]

جلیل قدوائی علی گڑھ کے گریجویٹ تھے۔آپ نے الہ آباد یونیورسٹی سے اُردو میں اوّل بدرجہ اوّل ایم اے کی ڈگری بھی حاصل کی۔بعدازاں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے شعبۂ اُردو میں لیکچرر منتخب ہوکر رشید احمد صدیقی اور مولانا احسن مارہروی جیسی نام ور ادبی شخصیات کے ہم راہ خدمات انجام دیں۔[۱۲]

۱۹۳۶ء میں آپ حکومت ہند کے شعبۂ تعلقات عامہ میں چلے آئے اور پھر تقسیم ہند کے بعد حکومت پاکستان کے اطلاعات ومطبوعات کے محکموں میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوکر ۱۹۵۹ء میں سرکاری ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔اس کے بعد سولہ برس تک ''انجمن ترقی اردو پاکستان'' کے شعبۂ تحقیق میں معاون معتمد رہے۔اس عرصے مین انجمن کی ڈکشنریوں پر نظر ثانی کے ساتھ ساتھ طباعت کی جملہ ذمے داریاں بھی نبھائیں۔[۱۳] ایک عرصے تک انگریزی روزنامہ ''ڈان'' میں ادبی تبصروں کے

ساتھ ساتھ تقسیم ہند کے پس منظر میں تحقیقی وتنقیدی مضامین بھی لکھتے رہے۔[۴] ''اردو ڈکشنری بورڈ'' کراچی کے بیرونی معاون رہنے کے علاوہ ''راس مسعود ایجوکیشن اینڈ کلچر سوسائٹی آف پاکستان'' کے بانی معتمد کی حیثیت سے آپ کی یادگار علمی، ادبی، قومی اور سماجی خدمات ریکارڈ پر ہیں۔[۵] یہ ادارہ اپنی علمی وتحقیقی خدمات کی بناپر عالمی سطح پر متعارف ہے۔ امریکہ برطانیہ اور انڈیا کے متعدد اسکالرز نے راس مسعود اور ای ایم فوسٹر کے حوالے سے کی گئی تحقیق میں آپ کی مرتبہ کتابوں اور مشوروں سے خوب فائدہ اٹھایا ہے۔[۶]

خطوط حیرت کی اہمیت:

جیسا کہ پہلے بھی واضح کیا جا چکا ہے کہ ان خطوط میں ''رسمی گفتگو'' نہیں ہے۔ بلکہ ان میں خط کی راہ سے کچھ اہم باتیں کی گئیں ہیں جن میں '' کچھ حالات، کچھ واقعات، کچھ خیالات اور کچھ اشعار'' [۷] پر گفتگو کی گئی ہے۔

آخر میں یہ صراحت کرتا چلوں کہ پیش کردہ خطوط میں قابل تشریح مقامات پر ضروری حواشی تحریر کیے گئے ہیں اس سلسلے میں حیرت کے نام جلیل قدوائی کے غیر مطبوعہ خطوط کے متعدد اقتباسات کے ذریعے بھی بعض مقامات کی تشریح کی گئی ہے۔

راقم سطور نے جن کتابوں سے استفادہ کیا ہے ان کے مصنفین اور مؤلفین کا بھی شکر گزار ہے اور سید انیس شاہ جیلانی بانی حیرت شملوی اکیڈی اور مہتمم مبارک اردو لائبریری محمد آباد تحصیل صادق آباد کا خاص طور پر ممنون ہے جنھوں نے بیاض حیرت سے مکاتیب جلیل کی نقول فراہم کر کے فراخ دلی کا ثبوت دیا۔ جزاکم اللہ

(۳)

حیرت شملوی اور جلیل قدوائی کے اس اجمالی تعارف کے بعد اب خطوط حیرت کی طرف آتے ہیں۔

(۱)

[پوسٹ کارڈ]

۷۸۶

MORK (RAJASTHAN)
BBAC.I.Ry
(BROAD GUAGE)
سنیچر۔۸/اکتوبر ۱۹۴۹ء

عزیز گرامی جلیل صاحب السلام علیکم

آپ شاید دل ہی دل میں کہتے ہوں گے کہ ہم نے نمکدان کا وہ پرچہ بھیجا اور خط لکھا، مگر حیرت ہے کہ خاموش ہے، لیکن واقعہ یہ نہیں بلکہ یہ ہے کہ حیرت نے آپ کے اس خط کا جواب فیض الرحمٰن صاحب[۱] کے خط میں ملفوف کر دیا تھا، اور ایک کارڈ علاحدہ بھی آپ کو لکھ دیا تھا، اس کے بعد ہفتوں جواب کا انتظار کیا، لیکن نہ فیض صاحب کا خط آیا نہ آپ کا، یہ دیکھ کر فیض صاحب کو پھر خط لکھا بارے اس کا جواب آیا، مگر یہ کہ میرا وہ لفافہ ان تک پہنچا نہیں، اناللہ کس محنت اور محبت سے خط لکھا تھا، اور کیا اس کا حشر ہوا، خیر۔ آج یہ خط لکھ رہا ہوں۔ خدا کرے آپ تک پہنچ جائے۔

اپنا حال کیا لکھوں، بہ دستور بیمار ہوں، ہنوز گناہوں کی معافی ہے نہ سزا میں تخفیف، دوا برائے نام ہے، دعائیں ہمہ وقت، وہ سن لیں تو سب کچھ ہے نہ سنیں تو کچھ نہیں، بہرحال یہاں اور وہاں واسطہ انھیں سے ہے اس لیے یہی دعا کیے جا رہا ہوں کہ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً۔

''نمک دان'' آپ کی توجہ سے آنے لگا ہے۔ دو ترجمے ''نمک دان'' میں چھپ چکے ہیں، دوسری اور تیسری قسط بھی بھیج چکا ہوں۔

پڑھنے کا بہت بھوکا ہوں، جیب اس قابل نہیں کہ جو کچھ چاہوں منگوا لوں، اگر آپ یہ کرم فرمائیں تو انجمن ترقی اردو کا رسالہ ''قومی زبان'' بھیج دیا کریں، اور قومی زبان کے علاوہ کوئی اور ادبی تحفہ اجسے آپ خود پسند فرمائیں، رسالہ ''اردو'' تو غالباً ابھی بند ہے۔

اس خط کی رسید آ جائے تو ان شاء اللہ آیندہ خط میں کچھ غزلیں بھیجوں گا۔ اسد صاحب[۲] سے ملاقات ہو تو میر[۴] سلام کہہ دیں اور بس، خط و کتابت کی رسم تو اسد صاحب نے مہینوں ہوئے یک قلم اٹھا دی۔

اک شمع تھی سو آخر شب وہ بھی بجھ گئی
حیرت کے ساتھ کون گزارے تمام رات

یہ شعر یہاں موزوں تو نہیں ہے مگر خیر

فقط جواب کا طالب
آپ کا بیمار بھائی، حیرت

دفتر کا پتا تو یہ ہے مگر مکان کا پتا کیا ہے؟ تحریر فرمائیں۔
مزید یہ کہ مارک ٹوین سے ۳۴ ترجمے کر چکا ہوں یعنی ایک کتاب تیار ہے مگر استطاعت نہیں کہ ......

جناب جلیل قدوائی
Press Information
Govt of Pakistan
Karachi
کراچی

(۲)
[پوسٹ کارڈ]
۷۸۶

موڑک راجستھان
جمعہ ۴ راگست ۱۹۵۰ء

جلیل صاحب مکرم السلام علیکم

خط ملا، مگر بہت مختصر۔ صرف مرسلہ غزل کی رسید، حضور وہ غزل اس وقت نا تمام تھی، تکمیل یہاں موڑک میں ہوئی، وہ

غزل جو مکمل تھی اور آپ نے سنی تھی، اس کا مطلع یہ تھا:

صبح کے بعد شام یہ بھی ہے
اس جہاں کا نظام یہ بھی ہے

تازہ بہ تازہ سردست کچھ نہیں، ایک غزل ہوئی تھی، عرش صاحب ملسیانی کو بھیج دی امید ہے کہ آیندہ ''آجکل'' میں شائع ہوگی۔

موڑک میں کہا تو بہت کچھ، مگر اس سے بعض رسالوں کا پیٹ بھرتا رہا اور ان کا پیٹ اس لیے بھرتا رہا کہ اس راہ سے رسالے آتے رہیں، اور اس گنہگار کو پڑھنے کے لیے کچھ ملتا رہے۔

آپ ''قومی زبان'' نہیں بھیجتے؛ ''اردو'' رسالہ آج تک نہ بھیجا، میں نے منہ پھوڑ کر لکھا بھی، لیکن...

جناب بدرالدین احمد سے یہ توقع تھی، شروع شروع میں انھوں نے یہ کرم فرمایا کہ اپنی پسند سے بعض ادبی تحفے بھیجے تھے، مگر وائے قسمت کے پھر وہ خاموش ہو رہے۔ ایسے خاموش کہ ڈیڑھ دو برس سے خاموش ہی ہیں۔ خیر، ہم بھی کیا یاد کریں گے

اسدؔ صاحب تو اسد صاحب ہی ہیں، مہینوں خط نہیں، خط کا جواب نہیں، کسی ادبی تحفے کی امید تو کجا۔

۲۔ مہربانی فرما کر کتابوں کے متعلق اس سوال پر بھی توجہ فرمائیں جو میں آپ کو بھیج چکا ہوں۔

۳۔ میں نے سید وزیرالحسن صاحب عابدیؔ کا پتا پوچھا تھا، اگر معلوم ہو لکھیے۔ عابدی صاحب غالباً ابھی ایران ہی ہیں۔

۴۔ مالک رام صاحب کو خط لکھ رہا ہوں، اور خط میں آپ کا سلام۔

۵۔ کیا کبھی فیض الرحمٰن صاحب سے ملاقات نہیں ہوئی۔ وہ بھی خط نہیں لکھتے بالکل خاموش ہیں۔

۶۔ دنیا کو دین بنا دینے کی فکر کیجیے، اس لیے اور بھی کہ آپ پاکستان میں ہیں، یہ جہاد وہاں نسبتاً آسان ہے اگر زندگی، اسلامی زندگی، وہاں بھی نہ بن سکے تو پھر نقصان ہی نقصان ہے۔ خسران ہی خسران، کہیں ایسا نہ ہو کہ سارا وقت بہ کارسرکار مصروفیت ہی مصروفیت میں گزر جائے۔ مصروفیت بجا و درست، لیکن اگر تابع دین ہو، تو وہی عبادت ہو جاتی ہے۔ اگر مصروفیت کے باوجود آپ حیرت بیمار کی مزاج پرسی کرتے ہیں تو یہ عمل، عمل خیر ہے، اور اگر مصروفیت ہی کی بنا پر اسے نظر انداز کر دیتے ہیں تو پھر یہ دنیا ہے، دین نہیں۔

۷۔ بچوں کو دعا، پرسانِ حال کی خدمت میں سلام

نیازمند
عبدالمجید، حیرتؔ

جناب جلیل احمد، قدوائی، ایم اے (علیگ)
Assistant Director
Pakistan Publications
P.Box No. 701
Karachi.

(۳)

[پوسٹ کارڈ]

۷۸۶

موڑک راجستھان

جمعرات ۲۸ر ستمبر ۱۹۵۰ء

جلیل صاحب مکرم　　　السلام علیکم

مؤدّت نامہ ملا، مگر ستمبر کا ''ماہ نو'' اب تک نہ ملا، پورا مہینہ انتظار ہی انتظار میں گزر گیا، براہ کرم توجہ فرمائیں۔

۲۔ اور حضور، اس گنہگار کی یہ درخواست تو گول ہی کر گئے کہ ''قومی زبان'' اور رسالہ اردو بھیجیے

۳۔ پھر میں نے پوچھا تھا کہ کیا ''نمکدان'' بند ہو گیا؟ آپ نے اس کا بھی کوئی جواب نہ دیا۔

۴۔ کیا آپ کے خط میں صرف رسمی گفتگو ہوا کرے گی اور بس۔

۵۔ کیا آپ نے بمبئی کا تازہ سہ ماہی رسالہ ''نوائے ادب'' دیکھا ہے،

رسالے میں ''مقالہ نما'' خوب چیز ہے، اب ایک چیز ''غزل نما'' بھی ہونا چاہیے۔ میں نے رسالے کے نگراں مولانا سید نجیب اشرف صاحب کو اس طرف توجہ دلائی ہے، لیکن شاید یہ تجویز ان کے لیے قابل عمل نہ ہو، اس لیے آپ کے سامنے رکھتا ہوں، میرے نزدیک آپ اس کام کے خاص طور پر اہل ہیں، بسم اللہ کریں!۔ یہ چیز ''ماہ نو'' کی امتیازی خصوصیت ہوگی، اس کام کے لیے ملک کے چیدہ رسائل سامنے ہونا چاہییں۔ اور انتخاب اشعار محدود اور معیاری۔ اس کام کی ہمت یہ گنہگار کرتا، مگر بیمار ہے اور بے بضاعت۔

۶۔ کتابوں سے متعلق اس سوال کا جواب کب ملے گا؟ ؟ اب تو بہت دن ہو گئے۔

۷۔ غزل اگلی پچھلی معروضات کا جواب آنے پر پیش کروں گا، ان شاء اللہ۔

۸۔ بچوں کو دعا، پرسانِ حال کی خدمت میں سلام

طالب دعا،

عبدالمجید، حیرت

۹۔ ذرا اس بیمار کی نجی خط و کتابت کو بھی دیکھیے، یہ خط آپ کے نام ہے اور اسی ایک مہینے میں اس کا نمبر ہے نمبر ۶۸۔

حیرت

جناب جلیل احمد، قدوائی، ایم اے (علیگ)

Assistant Director

Pakistan Publicaitons

P.Box No. 701

Karachi.

کراچی

[پوسٹ کارڈ]

۷۸۶

موڑک راجستھان

سنیچر ۱۴ر اکتوبر ۱۹۵۰ء

جلیل صاحب مکرم السلام علیکم

مؤدّت نامہ، مورخہ ۷ ؍اکتوبر ۱۲ کو ملا، لیکن ابھی تک ''ماہِ نو'' نہیں پہنچا، نہ ستمبر، نہ اکتوبر۔

۲۔ ''رسمی گفتگو'' کے الفاظ واپس لیتا ہوں، مقصود یہ تھا اور ہے کہ خط کی راہ سے کچھ باتیں ہونا چاہییں۔ کچھ حالات ، کچھ واقعات کچھ خیالات اور کچھ اشعار۔

۳۔ ملازمت قبل از وقت رخصت ہو چکی، معذوری کی پنشن جب ملے گی، ملے گی، منظور ہو چکی ہے، مگر معلوم نہیں کتنی، ملاقات ممکن ہے، مگر صحت پر موقوف ہے، اگر باری تعالیٰ نے صحت سے نواز تو سب کچھ ہوگا، ورنہ...

۴۔ ''نمکدان'' صاحبِ نمکدان اب نہیں بھیجتے ادھر سے کچھ نہیں، تو ادھر سے کچھ کیوں ہو؟ ''قومی زبان'' کے دو پرچے بیک وقت پہنچے، کیا آپ نے بھیجے تھے؟ اگر آپ ہی نے بھیجے تھے تو اب رسالہ ''اردو'' کا انتظار رہے گا۔

برادرِ مکرم آپ کو یہ تکلیف اس لیے دیتا ہوں کہ کچھ بے بضاعت ہو گیا ہوں پھر اگر موڑک کی جگہ کسی شہر میں ہوتا تو ممکن تھا کہ مقامی طور پر مانگ تانگ کر مطالعے کی تشنگی بجھالیا کرتا یہاں تو سناٹا ہے۔

۵۔ کتابوں سے متعلق اس سوال کے لیے کسی خاص فرصت کی ضرورت نہیں۔ نظم و نثر میں ارتجالاً جتنی کتابیں یاد آجائیں انھی کے نام سہی۔

۶۔ بمبئی کا ''نوائے ادب'' بہت ہی خوب رسالہ ہے۔ اس کا ''مقالہ نما'' بڑے کام کی چیز، میرا پرچہ میرے پاس ہی رہنے دیجیے۔ دفتر ''نوائے ادب'' ۹۲ ہارن بی روڈ، بمبئی سے براہ راست طلب فرمالیں۔ آپ منگائیں اور وہ نہ بھیجیں، ایسا نہیں ہوسکتا۔

۷۔ نواب صدیق علی خاں صاحب[۱] سے پھر ملاقات ہو تو میرا سلام پہنچادیں۔ ان کا کرم ہے کہ حیرت کو بھولے نہیں۔ اور وہ ہمارے سیٹھ صاحب[۲] تو غالباً مصر میں پاکستان کے سفیر ہیں ان کا پتا لکھیے۔ میں عریضہ لکھوں گا۔

۸۔ اب لیجیے یہ غزل، شاید ''ماہِ نو'' کے لیے موزوں ہو:

آئینۂ حیرت

اُس در کے سوا جن کا ٹھکانہ ہی نہیں اور
دن کیسے گزاریں گے الٰہی وہ کہیں اور

ہر شخص غمِ عشق کا حامل نہیں ہوتا
اس دولت کم یاب کے ہوتے ہیں امیں اور

کہنے کے لیے ایک ہیں ، لیکن ہے بڑا فرق
بیدادِ فلک اور ہے ، بیدادِ زمیں اور

آیا ہے ، تو لو آؤ، خوشی ہم بھی منالیں
برسے گا تو یہ ابرِ گہر بار کہیں اور

اُفتادِ غمِ دل ہی نہیں منزلِ آخر
باقی ہے ابھی مرحلۂ جانِ حزیں اور

کوتاہی قسمت تو ہماری ہے کہ ہم سے   دیکھا نہ گیا جلوۂ فردوسِ بریں اور
جب دیکھیے حیرت ہی پہ ہے چشم عنایت
شاید کہ عزیزوں کو کوئی کام نہیں اور

بچوں کو دعا اور پیار

طالب دعا حیرتؔ بیمار

جناب جلیل احمد، قدوائی، ایم اے (علیگ)
Assistant Director
Pakistan Publications
P.Box No. 701
Karachi.
کراچی نمبر ۱

(۵)
[پوسٹ کارڈ]
۸۶ے

موڑک راجستھان
پیر ۲۷ نومبر ۱۹۵۰ء

جلیل صاحب مکرم   السلام علیکم

ولادت فرزندِ جمیل پر ہدیۂ تبریک، مجھے اس کا علم فیض صاحب کے خط سے ہوا۔ مؤدّت نامہ، مورخہ ۱۴ نومبر سامنے ہے۔ آپ لفافہ لکھتے ہیں میں کارڈ، مگر وہ آپ کی ''وسعت'' ہے، یہ میری مجبوری۔

ماہ نومبر کے ''ماہِ نو'' کی رسید اسد صاحب کے خط میں دے چکا ہوں، اسی خط میں ایک تازہ غزل بھی تھی، امید ہے کہ آپ تک پہنچ چکی ہوگی۔

''نمکدان'' نہیں پہنچا، ایک بھی نہیں، اور نہ ''قومی زبان'' سارا نومبر یونہی گزرا،

''ہمایوں'' میں آپ نے وہ خط دیکھا؟ مگر کیسا تھا وہ خط؟ ''مخزن'' میں جناب شفقت کاظمی کے وہ اعتراضات، میرے نزدیک تو درست ہیں، اور چوں کہ مخلصانہ ہیں، اس لیے بہ سروچشم قبول۔ اعتراضات بھی اور اصلاح بھی، غزل پر کسی وقت نظر ثانی کروں گا۔

آئینۂ حیرت، پورا کا پورا آپ تک پہنچانا دشوار ہے کچھ حصہ اسد صاحب کے پاس ہے، کچھ غزلیں خود آپ کے پاس، باقی ''ماہِ نو''، ''ساقی'' کراچی، ''ہمایوں''، ''مخزن''، ''فاران'' فردوس (مرحوم) ''نظام المشائخ'' اور ''آجکل'' میں ان اجزاء کو بہم پہنچا کر اگر کچھ لکھ سکیں، تو بسم اللہ نہ لکھ سکیں تو شکایت نہیں۔

وزیر الحسن صاحب عابدی کے پتے کا شکریہ، ان شاء اللہ خط لکھوں گا اور خط میں کتابوں سے متعلق وہی سوال ہوگا۔

سیٹھ صاحب کو بھی عریضہ لکھوں گا، مگر ابھی نہیں، نہ کوئی ایسی ضرورت ہے، نہ عجلت، صرف تقاضائے طبیعت ہے۔

''نوائے ادب'' بمبئی کو لکھ چکا ہوں کہ رسالہ آپ کے نام بھیجیں، امید تو ہے کہ ضرور بھیجیں گے۔

ایک خط زیبا صاحب۳ کو بھی لکھ چکا ہوں، خدا جانے ملا یا نہیں، دو ہفتے ہو چکے ہیں جواب ہنوز نہیں آیا۔
نواب صاحب سے ملاقات ہو، اور جب ہو، سلام حیرت پہنچا دیا کریں۔ طبیعت اور کش مکش بدستور ہے، دعا کرتے رہیں، اور ''ماہ نو''، ''قومی زبان'' (اور نمکدان) کی راہ سے توجہ،
بچوں کو دعا اور پیار۔ بیگم صاحبہ کی خدمت میں سلام

نیاز مند
عبدالمجید حیرت

جناب جلیل احمد، قدوائی، ایم اے (علیگ)
Assistant Director
Pakistan Publications
P.Box No. 701
Karachi.
کراچی نمبرا

(۶)
[پوسٹ کارڈ]
۷۸۶

موڑک راجستھان
جمعہ ۱۸ رمئی ۱۹۵۱ء

جلیل صاحب، مکرم السلام علیکم

خط یوں لکھ رہا ہوں کہ ''ماہ نو'' (مئی) کی رسید ہو جائے، ورنہ اگر آپ کے خط کا انتظار کرتا، تو نہ معلوم خط لکھنے کی نوبت کب آتی۔

۲۔ آپ کے پاس اس گنہگار کی ایک دو غزلیں ہیں۔ بہ ظاہر امید نہیں کہ ''ماہ نو'' میں نکلیں۔ اختر صاحب انصاری کی ''ادبی ڈائری'' ابھی چند روز ہوئے نظر سے گزری، اس میں جناب خاور۱ کا بھی ذکر تھا، مگر کچھ اچھا ذکر نہیں۔ ماہ نو کی اسی اشاعت میں حضرت اقدس فرماتے ہیں: ''غزل کو برقرار رکھنا ایک بجھتے ہوئے دیے کو جلانے کی پادر ہوا کوشش ہے۔'' بجا ارشاد ہوا، جبھی تو اس شمارے میں غزل برائے نام ہے۔ آیندہ اتنا بھی نہ ہو تو عجب نہیں، رسالہ بھی جب تک آپ کی توجہ ہے، خاکسار کے پاس آئے گا، اندیشہ یہ ہے کہ جس دن آپ کا واسطہ گیا، اسی روز رسالہ بھی ہمارے نام نہ آئے گا، خیر، اس کا بھی کچھ مضائقہ نہیں، خدا کرے آپ کے منصب و درجات میں ترقی ہو۔

۳۔ آج ایک خط ماہر القادری صاحب کا بھی آیا، اس سے معلوم ہوا کہ جگر صاحب کراچی میں ہیں، جگر صاحب اور ڈاکٹر سلیم الزماں، کیا آپ جگر صاحب سے ابھی کشیدہ ہی ہیں؟۲

۴۔ زیبا صاحب اور جعفری صاحب۳ نے میرے عریضے کا جواب آخر نہیں دیا تعجب ہے، تعجب اور افسوس۔ ممکن ہو تو توجہ دلائیں۔

۵۔ آپ نے وزیر الحسن صاحب عابدی کا پتا لکھا تھا، میں نے جبھی خط لکھا تھا، مہینوں ہو گئے جواب ہی نہیں آیا، کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ ایران سے واپس آ چکے ہوں۔

۶۔ بچوں کو دعا اور پیار

طالبِ دعا، بیمار و گنہگار
حیرت

جناب جلیل احمد، قدوائی، ایم اے (علیگ)
Assistant Director
Pakistan Publications
P.Box No. 701
Karachi.
کراچی نمبرا

(۷)

[پوسٹ کارڈ]

۷۸۶

موڑک راجستھان
بدھ ۱۴ ر جون ۱۹۵۱ء

جلیل صاحب مکرم السلام علیکم

مؤدّت نامہ مل چکا ہے، آج جون کا ''ماہ نو'' بھی ملا، اس میں خاکسار کی غزل نہیں تھی، صرف اس لیے پوچھ رہا ہوں کہ آپ نے لکھا تھا کہ ہو گی۔

حیرت ہے کہ آپ نے میرے متعلق ''زود رنجی'' کا گمان کر لیا۔ میں نے تو کسی ایسے جذبے کا اظہار نہیں کیا۔ اگر حیرت کی غزل اب تک نہیں چھپی یا آیندہ بھی نہ چھپے، تو اس کے یہ معنی نہیں کہ مجھے اس باب میں کسی سے شکایت ہو گی، اڈیٹر یقیناً مجبوریاں اور پابندیاں رکھتا ہے، مجھے اس سے کب انکار ہے، مگر جس بات کا متوقع ہوں وہ صرف یہ ہے کہ ردّ و قبول کی اطلاع دے دی جائے، اگر خط سے نہیں تو رسالے کے ذریعے۔

مجھے غزل سے زیادہ دل چسپی ہے۔ لیکن اگر کسی کو نظم سے زیادہ لگاؤ ہے تو باشد، لیکن غزل پہ یہ اعتراض کہ اس میں نظم نہیں کی جا سکتی سراسر مہمل ہے، یا یہ کہ غزل بے وقعت چیز ہے، اور اس دور میں اس کی جگہ نہیں، میرے نزدیک ایسے معترضین خوش مذاق نہیں اور بس۔ اسی جون کے پرچے میں سالک صاحب نے جو کچھ لکھا ہے ، بہت معقول لکھا ہے، مجھے خاور صاحب کے خیال سے اتفاق نہیں۔ ادبی ڈائری کے حوالے سے میں نے خاور صاحب سے متعلق جو اشارہ کیا تھا، وہ اختر صاحب انصاری دہلوی کا خیال تھا، لیکن میں نے یہ نہیں لکھا تھا کہ مجھے اس سے اتفاق ہے[۱]

خاور صاحب نے مجھے خطوط تو نہیں، ہاں ایک خط ضرور لکھا ہے، میں اس کا جواب دے چکا ہوں اور جواب کے ساتھ

ایک غزل، اگر غزل شائع نہ ہوتو کوئی ملال نہ ہوگا، ہرگز نہیں، مطلق نہیں، لیکن اگر ردّ و قبول کی اطلاع نہ ملی، تو البتہ افسوس ہوگا،

جناب حسرت موہانی کی رحلت میرے لیے بھی سخت اندوہ و قلق کا باعث ہے، اور کس کے لیے نہ ہوگی؟ ان کی زندگی سادگی ہی سادگی تھی، ان کا شعر تغزل ہی تغزل، ان اوصاف میں ان کا کوئی حریف نہ تھا، ان کی سیاست البتہ میری سمجھ میں نہیں آئی۔ اگرچہ میں قائل ہوں کہ تھی وہ بھی مخلص و بے لاگ۔

جو کتابیں آپ کو مطلوب ہیں، میرے پاس ان میں سے صرف آپ کا ''انتخاب حسرت''[۲] ہے، جب ضرورت ہو طلب فرمالیں۔

اچھا اب ایک بات اور سنیے۔ حال و ماحول کے پیش نظر فیصلہ کر چکا ہوں کہ موڑک سے رام پور منتقل ہو جاؤں، اس سلسلے میں کچھ تائید غیبی بھی ہوئی ہے، ایک نادیدہ مخلص کرم فرمانے امداد کا وعدہ کیا ہے، بلکہ قیام کے لیے خود اپنا مکان پیش کیا ہے۔ سفران شاءاللہ عید کے بعد ہوگا۔ یوم سفر عید سے اگلا جمعہ۔ روانگی سے پہلے اطلاع دوں گا، ابھی تو یہیں ہوں اور یہی پتا ہے،

یہ پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ جگر صاحب اور آپ کے درمیان مراسم اخلاص پھر حسب سابق ہیں، ان سے آپ کی وہ آزردگی نہ معلوم غلط فہمی تھی، یا زود رنجی۔ اندرونِ خانہ سلام و دعا، نیاز مند

حیرتؔ

[پس نوشت] اپنی پسندیدہ کتابوں سے متعلق وہ وعدہ کب پورا کیجیے گا؟

جناب جلیل احمد، قدوائی، ایم اے (علیگ)

Assistant Director
Pakistan Publications
P.Box No. 701
Karachi.
کراچی نمبرا

(۸)

[پوسٹ کارڈ]

۷۸۲

موڑک راجستھان

پیر ۱۸/ نومبر ۱۹۵۱ء

جلیل صاحب مکرم   السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ،

اگر آپ رخصت سے واپس آگئے ہوں تو از راہ حیرت نوازی خیریت مزاج سے مطلع فرمائیں۔

آپ رخصت پر کیا گئے کہ ''ماہ نو'' بھی گیا۔ نہ اگست کا شمارہ آیا، نہ ستمبر کا اور نہ اکتوبر کا۔ یہ نومبر بھی یوں ہی جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں جناب خاور کو لکھ کر توجہ دلائی تھی، مگر ان کی طرف سے نہ رسید آئی نہ رسالہ۔

اگست کے پرچے میں یہ خاکسار بھی تھا۔ یہ پرچہ یہاں ایک دوست کے ہاتھ میں تھا یوں دیکھنے میں آگیا، ورنہ۔۔۔

''اردو'' (اکتوبر) میں ''اصغر کی یاد میں'' آپ کو دیکھا، اس میں آپ نے جگر صاحب کے متعلق لکھا ہے کہ ''ایسی شیریں اور لطیف آواز میں جواب ان کے بس میں نہیں۔ تو''۔ مجھے اس سے اتفاق نہیں۔ جگر صاحب ۱۴ سے ۱۶ اکتوبر تک وارِدِ رام پور رہتے، قریب ہی مقیم، کئی ملاقاتیں ہوئیں اور نہایت پر لطف کلام بھی سنا، مگر میں نے یہ فرق محسوس نہیں کیا، بلکہ آواز کی لطافت اور شیرینی کچھ زیادہ ہی پائی!! اور مجھے آپ کے اس خیال سے بھی اتفاق نہیں کہ ''انھوں نے دردؔ کی طرح تصوف کے مسائل نہیں بیان کیے ہیں۔'' دردؔ اور محض مسائل تصوف کا بیان؟ میں تو دردؔ کے یہاں سوز و درد کی ایک دنیا دیکھتا ہوں، اکثر و بیشتر وارداتِ قلب۔

اس مضمون میں آپ نے فنی صاحب[۲] کا نام بھی لیا ہے۔ مجھے علی گڑھ کے زمانے سے ان کا یہ شعر اب تک یاد ہے:

رو رو کے گزاری شب غم شمع نے آخر
نیند آ ہی گئی جُنبش دامانِ سحر سے

بہت چاہا کہ فنی صاحب کا پتا معلوم ہو اور میں انھیں عریضہ لکھوں، مگر ناکام رہا، رشید احمد صاحب صدیقی کو لکھا مگر۔۔۔ بہر حال ممنون ہوں گا اگر آپ فنی صاحب کا پتا مجھے دے سکیں، خدا کرے سلامت ہوں۔

مجھے صفدر صاحب مرزا پوری، مرحوم کا کلام بھی چاہیے، مطبوعہ کلام تو غالباً نکلا ہی نہیں ان کے صرف چند شعر میرے پاس ہیں اور وہ بھی وہ ہیں، جو ان کی کتاب مثلاً ''مشاطۂ سخن'' وغیرہ سے اخذ کیے۔

حضرت حفیظ جون پوری، مرحوم کا کلام بھی چاہیے، مگر کیوں کر ملے؟ شایع غالباً وہ بھی نہیں ہوا، ان کے بھی میرے پاس صرف چند شعر ہیں اور بس۔[۳]

حالِ بیمار نسبتاً اچھا ہے۔ لیوکوئنی کا علاج ''ٹب باتھ'' کر رہا ہوں اور بحمد للہ مفید بھی پا رہا ہوں مجھے قطعی امید ہے کہ تین چار مہینے میں خاطر خواہ فائدہ ہوگا، خدا کرے صحت ہو اور اس کے بعد آپ حضرات سے ملاقات۔ گھر میں آداب، بچوں کو دعا۔

طالبِ خیر و خیریت، عرشی

جناب جلیل قدوائی، ایم اے (علیگ)
اسسٹنٹ ڈائریکٹر پاکستان پبلیکیشنز
P.Box No. 701
Karachi.
کراچی نمبر ا

(۹)
[لفافہ۔ ٹکٹ دو آنے]
۷۸۶

رام پور (یوپی)
محلہ آتش بازاں
سنیچر۔ ۱۵؍ دسمبر ۱۹۵۱ء

جلیل صاحب مکرم   السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ،

عنایت نامہ مورخہ ۲۲؍ نومبر پیش نظر ہے۔ جواب میں قدرے تاخیر اس لیے ہوئی کہ ''ماہِ نو'' (دسمبر) کا انتظار تھا سو وہ آج ملا۔

۲۔ میرا وہ خط جو آپ کو رام پور سے اب ملا، پہلا نہیں تھا، پہلا خط تو ۱۹؍اگست کو لکھا تھا، لیکن جب اس کا جواب نہیں آیا تو لامحالہ خاور صاحب کو لکھا، پہلا خط ۳۱؍اگست کو دوسرا، ۱۸؍اکتوبر کو، ہر خط میں رام پور کا پتا تھا، اور یہ درخواست کہ ''ماہ نو'' اس پتے پر رام پور بھیجا جائے، لیکن نتیجہ کچھ نہ نکلا، اس صراحت کے بعد کیا اب بھی یہ میرا قصور ہے؟

۳۔ جگر صاحب سے پہلی ملاقات غالباً ۳۶ء یا ۳۷ء میں شملے میں ہوئی تھی، اس لیے میں تسلیم کرتا ہوں کہ آوازِ جگر کے بارے میں آپ کا تجربہ پرانا ہے، لیکن میرا تجربہ بھی میرے نزدیک کچھ بدلا نہیں،

۴۔ میر درد کی نسبت آپ کا جو تاثر ہے مجھے اس میں (گستاخی معاف) کچھ ''مغربیت'' نظر آتی ہے۔ میرے نزدیک تو ان کا بیش تر کلام ان کی زندگی کا آئینہ دار ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ان کی زندگی ایک صوفی صافی کی زندگی تھی،

۵۔ حضرت اصغر (نور اللہ مرقدہ) سے متعلق رسالہ ''مسلمہ'' سے علاحدہ ایک نوٹ ملفوف ہے لیکن اس سے یہ نہ سمجھیں کہ میں اس سے متفق ہوں، بالکل نہیں، ایسے خیالات انھی لوگوں کے ہوتے ہیں جو بال کی کھال نکالتے ہیں اور ہندی کی چندی، اور بات یہ ہی ہے کہ جتنا زیادہ چھاپیے اتنا ہی کرکرا کھائیے۔

۶۔ نجی صاحب کو ان شاء اللہ بارہ بنکی کے پتے پر خط لکھوں گا۔ خدا کرے سلامت ہوں، وہیں ہوں اور جواب دیں۔ کلام صفدر اور کلام حفیظ جون پوری کو رسائل سے برآمد کرنا کارے دارد، یہ بیمار ابھی اس قابل کہاں۔

۷۔ آپ کا ''انتخاب حسرت'' مال گاڑی سے آئے ہوئے ایک بکس میں بند پڑا ہے۔ گھر میں دیمک اور چوہے بہت، اس خطرے سے اب تک کھولا نہیں، الماریاں بھی اچھی حالت میں نہیں، کتابیں کھولیں تو رکھیں کہاں، بہر حال آپ کی فرمائش ہے تو بکس کھلوانا ہی پڑے گا۔ میں نے غالباً جولائی میں موڑک ہی سے پوچھا تھا کہ حکم ہو تو کتاب بھیج دی جائے، آپ نے اس وقت کچھ خیال نہ فرمایا۔

۸۔ کلام حسرت کے ازسر[نو] انتخاب کے سلسلے میں ''نگار'' کا سال نامہ (جنوری) حسرت نمبر ضرور دیکھیے گا۔ ''اردو ادب'' (علی گڑھ۔ آل احمد سرور) کا اکتوبر نمبر نہ معلوم ابھی نکلا یا نہیں، اس کے بارے میں بھی یہ اعلان تھا کہ ''حسرت نمبر ہوگا۔

۹۔ مولانا حسرت پر آپ کا وہ مضمون جو ''ماہ نو'' میں نکلا تھا، جبھی دیکھ لیا تھا۔ نفس مضمون اور انتخاب دونوں نہایت خوب تھے۔

۱۰۔ اگر ممکن ہو تو براہ کرم نومبر کا ''ماہ نو'' پھر بھیجیے۔ وہ پرچہ تو ارباب موڑک کی نذر ہو گیا۔ اس پرچے کی درخواست بالخصوص اس لیے کر رہا ہوں کہ اس میں ''لیاقت علی خان شہید'' پر آپ کا مضمون دیکھنے کا اشتیاق ہے۔ اور یہ آپ ہی کے لکھنے سے پیدا ہوا۔ اگر نہ دیکھا تو محرومی ہوگی۔ اور اس کا افسوس۔

۱۱۔ گذشتہ سنیچر، شب کو بہ خانہ حیرت چند شاعر احباب جمع تھے اور حضرت مانی جائسی بہ طور خاص مدعو، مانی صاحب سے یہ پہلی ملاقات تھی، کلام سن کر محظوظ ہوا اور اخلاق دیکھ کر متاثر۔ مانی صاحب، نواب صاحب کی ملازمت میں ہیں، اور ان دنوں رام پور میں مقیم، وعدہ لے لیا ہے کہ ملاقات پھر ہوگی۔

۱۲۔ سنیچر کے بعد منگل آیا، شام کو دیکھا تو عرش صاحب ملسیانی چلے آ رہے ہیں۔ خط یہ تھا کہ بدھ کو آئیں گے۔ بہر حال یہ ملاقات بھی خوب رہی، بہت پر لطف مگر عرش صاحب ٹھہرے ہی نہیں اسی شب دہلی چلے گئے۔

۱۳۔ جگر صاحب پھر ایک بار واردِ مراد آباد ہیں، عجب نہیں، یہاں بھی آ جائیں۔

۱۴۔ رام پور آ کر ذہنی طور پر تو ایک زندگی ہوگئی، خدا کرے جسمانی لحاظ سے بھی صحت و عافیت نصیب ہو۔ امید تو ذات باری تعالیٰ سے یہی ہے۔

۱۵۔ اس خط کے ساتھ دو غزلیں ملفوف ہیں۔

سپردم بہ تو مایۂ خویش کا مضمون

۱۶۔ اپنے خط کے ساتھ آپ بھی تو کچھ بھیجا کیجیے

۱۷۔ گھر میں سلام کہیے، بچوں کو دعا، اب آپ کے کتنے بچے ہیں؟

۱۸۔ ہفتوں سے اسد صاحب کا کوئی خط نہیں۔ ملاقات ہو، یا ٹیلی فون پر بات، تو میرا سلام پہنچا دیں، اوران کی طرف سے خط نہ آنے کی شکایت

نیاز مند عبدالمجید حیرت

عبدالشکور صاحب نے اپنی کتاب میں مظہر عزیز کی یہ رائے اصغر صاحب کے بارے میں نقل کی ہے۔

''زندگی اصغر کے لیے ایک دھوکا تھی، وہ تصویر سے زیادہ مصور میں منہمک ہوگیا تھا، اصغر کے اشعار میں کہیں بھی زندگی کی گرمی، تپش اور چمک نظر نہیں آتی، وہ روحانیت سے دور ہیں اور روحانیت کی طرح سرد بھی، مگر اس کے باوجود ان میں ایک مکمل سماوی شان اور خوب صورتی پائی جاتی ہے، ہمالیہ کی برف آلود سر بہ فلک چوٹیوں کی مانند ۰۰۰ اس بلندی پر انسانی تعلقات جسم کی گرمی اور خوب صورتی اور زندگی کی گونا گوں کیفیات کا کہیں پتا نہیں ملتا۔

منقول از رسالہ ''مسلمہ'' لاہور (دسمبر ۵۱ء ص ۲۶)
مضمون ''اردو غزل میں حسرت کا مقام از
سعید احمد صاحب ایم اے
جناب جلیل احمد، قدوائی، ایم اے (علیگ)

Assistant Director
Pakistan Publications
P.Box No. 701
Karachi.

(۱۰)
[پوسٹ کارڈ]
۷۸۶

رام پور (یوپی)
محلہ آتش بازاں
جمعرات۔ ۱۳/ مارچ ۵۲ء

جلیل صاحب مکرم السلام علیکم

مؤرخہ نامہ مورخہ ۶/ مارچ ملا، آج ہولی کی تعطیل ہے۔ اس لیے ''انتخاب حسرت'' ان شاء اللہ کل روانہ ہوگا، بکس سے نکلوا کر اپنے پاس رکھ لیا ہے۔

یہ خط بہ طور رسید لکھ رہا ہوں امید ہے کہ اس کا جواب ''نوائے سینہ تاب'' اسے ملے گا۔

مارچ کا ''ماہ نو'' بھی مل گیا، شکریہ،

پیسوں کی نوید آپ نے خوب دی، خدا کرے مل بھی جائیں، پنشن اب تک نہیں مل پائی، ایسی صورت میں جیب کا جو حال ہو سکتا ہے، ظاہر ہے، اگر یہ بھی معلوم ہو جائے کہ کس کس غزل کا معاوضہ ہے تو اور بھی اچھا ہو، غالباً معاوضے کا فیصلہ تازہ ہے، پرانا نہیں۔

''نوائے سینہ تاب'' پر ایک تبصرہ، تازہ ''قومی زبان'' میں دیکھا، دوسرا تازہ ''فاران'' میں، دونوں معقول اور قابلِ قدر۔

حُسنِ اتفاق سے ''العلم'' (جنوری) بھی دیکھنے میں آیا، اس میں بھی آپ کو دیکھا، یعنی ''انتخابِ سخنورانِ بدنام--- جرات'' کو، میرا خیال ہے کہ انتخاب کچھ زیادہ طویل تھا۔

آپ ماشاء اللہ اب بڑے آدمی ہیں کیا گاہے ماہے کوئی ادبی تحفہ ہمیں نہ بھیجیے گا مثلاً ''روح ادب''، ''اردو'' سہ ماہی وغیرہ۔ یہ اقدام آپ نے شروع شروع میں کیا بھی تھا۔ پھر نہ معلوم کیوں خاموش ہو گئے یہ اس لیے لکھ رہا ہوں کہ سارا بوجھ ہمارے بدرالدین احمد صاحب ہی پر نہ پڑ جائے، ان کے احسانات سے میں پہلے ہی بہت شرمندہ ہوں اور زیر بار۔

اسد صاحب کو علاحدہ خط لکھوں گا، خطِ تعزیت، آج ہی ایک دوسرے خط سے معلوم ہوا کہ اسد صاحب کی والدہ رحلت فرما گئیں انا اللہ۔

جگر صاحب سے ملاقات ہو تو میرا سلام ضرور کہہ دیں،

اچھا اب لیجیے ایک غزل مگر میں اسے ''آجکل'' کی نذر کر چکا ہوں۔

اُن سے امیدِ مہر و مروّت نہیں مجھے ۔۔۔ وہ مہربان نہیں ہیں، تو حیرت نہیں مجھے
اک بات ہے کہ جس سے مجھے اختلاف ہے ۔۔۔ کچھ ان کی ذات سے تو عداوت نہیں مجھے
ہوتا ہے کوئی ساتھ، تو ہو خوش دلی کے ساتھ ۔۔۔ منظور بے دلی کی رفاقت، نہیں مجھے
ناواقفان رمزِ محبت کو کیا خبر ۔۔۔ تسلیم کیوں کسی کی سیادت نہیں مجھے
مایوسیوں نے پیکرِ حسرت بنا دیا ۔۔۔ اب عرضِ حال کی بھی ضرورت نہیں مجھے
دیکھوں کسی کی زلفِ شکن در شکن کو کیا ۔۔۔ اپنے ہی پیچ و تاب سے فرصت نہیں مجھے
گویا کہ خوفِ حشر اگر ہے تو بس انھیں ۔۔۔ گویا کہ فکرِ روز قیامت نہیں مجھے
میرے تکدّرات کا یہ بھی ہے اک سبب ۔۔۔ جس حال میں ہوں اس پر قناعت نہیں مجھے
تاراج گلستاں ہے تو برباد آشیاں ۔۔۔ یہ حال دیکھ کر بھی تو حیرت نہیں مجھے

حیرت یہ بندگی ہے کہ توہین بندگی
کوتاہیاں ہیں اور ندامت نہیں مجھے

گھر میں آداب، بچوں کو دعا

نیاز مند عبدالمجید حیرتؔ

جناب جلیل احمد، قدوائی، ایم اے (علیگ)
Pakistan Publicaions
Assistant Director
P.Box No. 701
Karachi.

(۱۱)

[پوسٹ کارڈ]

۷۸۶

رام پور (یوپی)
محلہ آتش بازاں
بدھ۔۱۶/اپریل ۵۲ء

جلیل صاحب مکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

پچھلا خط ۹/اپریل کو لکھا تھا، اگلے دن آپ کی ''نوائے سینہ تاب'' ملی اور ''ننھی پروین''۔ موخرالذکر ابھی نہیں دیکھی، اس پر ساجد میاں لپکے تھے، اور پھر رفو بیٹی،

''نوائے سینہ تاب'' کی غزلیں دیکھ چکا ہوں، اب نظم کی باری ہے۔

اس اپریل کے ''ہمایوں'' اور ''نگار'' میں ''نوائے سینہ تاب'' پر تبصرے بھی نظر سے گزرے۔ دونوں تبصرے ایک سے ایک معقول،

۲۔ جس دن ''نوائے سینہ تاب'' ملی، ہماری بانو بیٹی نے پوچھا: ''ابا لفظ ''قدوائی'' سے کیا مراد ہے؟'' میں کوئی جواب نہ دے سکا آپ توجہ فرمائیں۔

۳۔ ''ماہ نو'' کی طرف سے وہ معاوضہ تھوڑا نہ بہت، اب تک نہیں مل پایا، نہ معلوم جناب ہائی کمشنر پاکستان بالقابہ، در دہلی، کب توجہ فرمائیں گے، مجھے تو اس دفتر سے کوئی امید نہیں، آپ اپنے دفتر سے پھر لکھوائیے۔ شاید رحم آ جائے۔

۴۔ پرسوں مالک رام صاحب کا خط ملا، مگر ہندوستان سے نہیں، اسکندریہ، مصر سے، وہ اپنی بڑی بچی وہیں چھوڑ آئے تھے۔ یہاں تار ملا کہ بچی سخت بیمار ہے اور ہسپتال میں داخل، بے چارے فوراً ہی ہوائی جہاز سے واپس چلے گئے۔

گزشتہ اتوار کو جناب رازؔ یزدانی اور حضرت شرفؔ زیدی، رام پور کے دو موقر شاعروں سے پہلی بار ملاقات ہوئی، رازؔ صاحب آج کل مقامی روزنامہ ''آغاز'' کے اڈیٹر ہیں اور جناب شرفؔ (سن شریف ۶۰) بمبئی جا بسے ہیں اور وہاں سے روزنامہ ''مشعل'' نکال رہے ہیں، شرف صاحب سے یہ ملاقات محض حسن اتفاق تھا، رازؔ صاحب سے ملاقات، ان شاء اللہ آئندہ بھی ہوگی اور مزید سننے سنانے کا موقع ملے گا۔

ابھی ایک ملاقات کی تمنا اور باقی ہے اور وہ ہیں سحرؔ صاحب رام پوری، ویسے دو ملاقاتیں برابر جاری ہیں، محمد علی اثرؔ سے، ہر ہفتے اور جناب عرشی سے ہر مہینے، جناب شرفؔ زیدی کا ایک شعر سنیے:

تری چشم بندہ نواز سے جو امید میں نے لگائی تھی
تری چشم بندہ نواز نے اس امید سے بھی سوا دیا

گھر میں آداب، بچوں کو دعا۔

نیازمند، حیرت

جناب جلیل احمد، قدوائی، ایم اے (علیگ)
۲/۱۴ جیکب لائن
کراچی ۳
Karachi 3

(۱۴)
[پوسٹ کارڈ]
۷۸۶

رام پور (یوپی)
محلّہ آتش بازاں
بدھ۔ ۱۶/اپریل ۱۹۵۳ء

جلیؔل صاحب مکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

مؤدّت نامہ، مورخہ ۱۰/مارچ، آج ۱۶/اپریل کو ملا۔
مالک رام صاحب کا خط اسکندریہ سے ۵/کو چلا ۱۰/کو مل گیا
مگر کراچی کا خط ۶/دن میں، آہ، یہ ہندوستان جدید، اِنّا للہ واِنّا الیہ راجعون،

۲۔ ''تنقیدیں اور خاکے'' اس کی رسید اور شکریہ اسی دن لکھ کر بھیج دیا تھا، جس دن کتاب ملی، میں تو جوابی رسید کا منتظر تھا، اناللہ، اگر یہ خط آپ کو نہیں ملا، احباب کے خطوط کا جواب دینے میں دیر میری طرف سے الّا ماشاء اللہ ہی ہو سکتی ہے۔

تنقیدیں اگرچہ پرانی ہیں، مگر میرے لیے نئی تھیں، کاش یہ کتاب اس سے زیادہ ضخیم ہوتی، خیر، باقی ماندہ تنقیدیں دوسرے اڈیشن میں سہی، یا پھر دوسرے حصّے میں،

''چوری اور سینہ زوری'' یعنی شعر رضی اور شعر اصغر گونڈوی پر آپ کا محاکمہ بہت پسند آیا، نتیجے پر آپ سے اتفاق ہے، اِلّا یہ کہ جناب قادری سے آپ کا خطاب کچھ زیادہ تیز ہے۔ مگر یہ بات بھی تو جب کی ہے ''جب آتش جواں تھا۔''

۳۔ ''سلسلۂ سخنوران بدنام'' خاصے کی چیز ہے، سخن صرف درین است کہ انتخابِ اشعار زیادہ طویل ہے،

۴۔ آپ کا تازہ خط، جس کی پشت پر جعفری صاحب سوار ہیں ۳/ مل چکا ہے، کاش جعفری صاحب اس نقل کے ساتھ اس گنہگار کو مختصراً قابل خطاب بھی سمجھتے، خیر جعفری صاحب کو سلام پہنچا دیں، اور غزل اور نقل غزل کا شکریہ،

۵۔ فیض صاحب کا خط آ چکا ہے۔ جواب عنقریب پیش کروں گا۔

۶۔ خط، تفصیلی، اسد صاحب کا بھی آ چکا ہے، اس خط کا جواب اور بدرالدین احمد صاحب کے خط کی رسید ہنوز میرے ذمے باقی ہے۔

۷۔ پنشن کے سلسلے میں Treasury office Rampur تک نوبت آ پہنچی ہے۔ حسبِ ہدایت، ایک خط افسر موصوف کو لکھ چکا ہوں، جواب کا انتظار ہے۔

۸۔ ٹب باتھ جاری ہے، حال بیمار نسبتہً بہتر، دعا کر رہا ہوں کہ باری تعالیٰ صحت سے نوازیں اور احباب خاص سے ملائیں۔

۹۔ حضرت احمق پھپھوندوی کا خط آیا ہے، ان کے تازہ اشعار، ان شاءاللہ آیندہ خط میں بھیجوں گا۔

گھر میں آداب، بچوں کو دعائیں۔

احقر عبدالمجید حیرتؔ

جناب جلیل احمد قدوائی، ایم اے (علیگ)
۲/۱۴ جیکب لائن
کراچی نمبر ۳
Karachi 3

(۱۳)

[پوسٹ کارڈ]

۷۸۶

رام پور (یو پی)
محلہ آتش بازاں
جمعرات ۔۱۶/ اپریل ۵۳ء

جلیلؔ صاحب مکرم السلام علیکم

موؤت نامہ، مورخہ ۴/ اپریل ۵۲ء، ۱۳/ اپریل کو ملا، درمیانی وقفہ ۹/ دن، اللہ اکبر، انا للہ۔

''انتخابِ حسرت'' اور ''تبصرے اور تذکرے'' کی نوید کا شکریہ، یہ کتابیں جب ملیں گی، یقیناً بڑی مسرت ہوگی۔

''چوری اور سینہ زوری'' سے متعلق جناب قادری بچھرایونی نے اپنے ایک گرامی نامہ میں تفصیل سے لکھا ہے، انھیں آپ کا اعتراض تسلیم ہے مگر اس کے لب و لہجے سے تکلیف ہوئی،

''سخنورانِ بدنام'' میں جیسا کہ آپ نے لکھا ہے، کتابی صورت میں شایع ہوتے وقت، ضروری کاٹ چھانٹ ضرور ہونا چاہیے۔

ہکلی غزل کے لیے آپ نے اگر میری طرف سے جعفری صاحب کا شکریہ نہ ادا کیا ہو، تو اب کر دیں۔ میں نے ان کی طرف سے یہ امید ہٹا دی ہے کہ وہ خط بھی لکھیں گے، بعض احباب جب ملتے ہیں تو کچھ ہوتے ہیں اور جب نہیں ملتے، تو کچھ

اور۔وضع داری ہرکس وناکس کا کام نہیں، اس فہرست میں زیبا صاحب بھی ہیں، خیر ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ•••

حضرت احمق مدظلہ کی غزل، ملاحظہ فرمایے:

ڈرائی ہو رہاہے شہر تو کچھ غم نہیں ساقی
کہ تیری مست آنکھیں جام مے سے کم نہیں ساقی

نظام دہر کی شیرازہ بندی بس جبھی تک ہے
کہ جب تک تیری زلف عنبریں برہم نہیں ساقی

کمیونزم آنے ہی والا ہے تو کون اس کو روکے گا
غریبوں سے لڑے سرمائے میں یہ دم نہیں ساقی

ترا میکش ہمیشہ تیز تیز، پینے کا عادی ہے
اگر سولن کی وہسکی ہو تو لا یہ رم نہیں ساقی

اثر مے خانے پر اس کا پڑا، تو حشر کیا ہو گا
فقط اک رند کے اخلاق کا ماتم نہیں ساقی

سیاست کھیل کیا بچوں کا ہے رندوں کو سمجھا دے
یہ استادانہ اک شطرنج ہے کیرم نہیں ساقی

پھپھوند اس واسطے دہلی سے اچھا ہے کہ احمق کو
یہاں تیرا وہ سپر پٹا ، وہ کوٹو جم نہیں ساقی

آپ کے خط کے آخر میں آپ کے اشعار سے صرف مطلع پلے پڑا، باقی پر (شاید بہ طور داد) ڈاک خانہ رام پور نے مہر لگادی۔اوراس زور کے ساتھ کہ قافیہ اور ردیف تو سلامت ہے، مگر مضمون سب غائب۔اس لیے مکرر تحریر فرمائیں۔

لیکن اس محرومی کی تلافی آپ کی اس غزل نے کردی جو بہ زمینِ آتش ''قومی زبان'' (یکم اپریل) میں شائع ہوئی ہے، حُسن اتفاق کہ یہ پرچہ بھی اسی ڈاک سے ملا، جس سے آپ کا خط۔غزل سبحان اللہ، سبحان اللہ۔

غزلِ حیرت، ان شاءاللہ، آیندہ، لیکن ایسی کوئی چیز اب ہے نہیں جو شایع نہ ہو چکی ہو۔

پنشن کا آخری مرحلہ رام پور سے متعلق ہے، کل افسر خزانہ سے ملنے کا ارادہ ہے۔دیکھیے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

اسد صاحب اور فیض صاحب کو خطوط لکھ چکا ہوں۔رسید اب تک نہیں آئی، گھر میں آداب۔بچوں کو دعا۔

احقر عبدالمجید حیرت

[پس نوشت] چراغ حسن صاحب حسرت آج کل کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟ سمجھ میں نہیں آیا کہ ''ماہِ نو'' میں آکے بیٹھے بھی نہ تھے•••!

شفیق مرحوم، شفیق الرحمٰن قدوائی کی رحلت کا افسوس ہوا، علی گڑھ میں خاکسار کے ہم سبق تھے، پھر دلی میں گاہے گاہے ملاقات بھی رہی،۔اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائیں۔آدمی خوب تھے۔

(۱۴)

[پوسٹ کارڈ]

۷۸۶

رام پور (یو پی)
محلّہ آتش بازاں
منگل۔۴ر اگست ۵۳ء

جلیل صاحب مکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ کا ۱۸ر جولائی کا خط، ۲۵ر کو مل گیا تھا، لیکن نہیں ملاتو ''ریاض''۔۔۔مئی اور جون، یہ ایک ہفتہ خواہ مخواہ انتظار کیا ،اور ناحق آپ کے خط کی رسید میں، دیر،

براہ راست بھی دو مرتبہ مدیر ''ریاض'' کو لکھ چکا، جواب تک نہیں آیا، اس کے بعد پھر لکھوں؟ یہ ہمت نہیں۔ مئی اور جون کے پرچے اس لیے چاہتا تھا کہ ان میں سے ایک میں یہ گنہگار بھی ہے اور جناب مداح بھی۔

''ماہِ نو'' کے ذمّے میرا خیال ہے، اب کچھ باقی نہیں، ''ماہِ نو'' میرے نام بہت دن سے بند کر دیا گیا، یہاں ایک صاحب خریدتے تھے، اور پڑھنے کے لیے مجھے بھی دے جاتے تھے، مگر یہ صاحب علی گڑھ منتقل ہو گئے، اب ضرورت ہو گی تو خریدنا پڑے گا، خیر۔

آپ کے خط میں آپ کی غزل دیکھی، ماشاءاللہ، مولانا حسرت مرحوم و مغفور کے بعد یہ رنگ آپ ہی کا حصہ ہے۔

تازہ ''قومی زبان'' ابھی نہیں آیا، اس اشاعت میں تو امید ہے، آپ کی غزل ضرور ہو گی۔

آپ کے وہ اشعار جن پر آپ کہتے ہیں کہ نظرِ ثانی نہیں ہوئی، مجھی تک محدود ہیں، مگر انھیں پڑھ کر میں نے تو یہ محسوس نہیں کیا کہ ان پر نظرِ ثانی کی ضرورت ہے،

ہمارے بدرالدین احمد صاحب تو واپس کراچی آ گئے ہوں گے؟ کیا آپ سے ملاقات نہیں ہوئی؟ میرے نام بھی ابھی ان کا کوئی کرم نامہ نہیں آیا،

اسد صاحب کو ان کے خط کا جواب لکھ چکا ہوں، اب جواب الجواب کا انتظار ہے۔

حضرت مدّاح پھر خاموش ہیں معلوم نہیں پھپھوند ہیں یا علی گڑھ؟ ''العلم'' اب پھر کب نکل رہا ہے؟

پچھلے پانچ مہینے سے مسلسل ''منقار زیرِ پر ہے''۔ ایک شعر نہیں کہہ سکا بہ شرط ملاقات فیض صاحب کی خدمت میں سلام۔

گھر میں آداب، بچوں کو دعا

احقر عبدالمجید حیرتؔ

جناب جلیل احمد قدوائی، ایم اے (علیگ)
۲/۱۴ جیکب لائن
کراچی نمبر ۳
Karachi 3

(۱۵)
[پوسٹ کارڈ]
۷۸۶

رام پور (یو پی)
محلہ آتش بازاں
پیر۔ ۷/ ستمبر ۵۳ء

جلیلؔ صاحب مکرم السلام علیکم

آپ پھر خاموش ہیں، اور میں پھر پریشان، ۴/ اگست کے عریضے کا جواب نہیں۔ آخر فیض صاحب کو لکھا کہ توجہ دلائیں، مگر معلوم نہیں وہ پیغام و سلام بھی آپ تک پہنچا یا نہیں۔

مالک رام[۱] کے تازہ ترین خط میں فارسی کا ایک شعر تھا، بے محل نہ ہوگا اگر اسے یہیں نقل کردوں، شعر یہ ہے:

توئی که ساختۂ درد مند واقف را
توئی که چارۂ آں درد مند را نہ کنی

اس تمہید کے بعد اسی خط سے یہ ضروری اقتباس ملاحظ فرمائیں۔

''غالب کا شعر

اس جفا مشرب پہ عاشق ہوں جو سمجھے ہے اسد
مالِ سنّی کو مباح اور خونِ صوفی کو حلال

مولوی حامد حسن قادری نے جو کچھ فرمایا، بالکل ٹھیک ہے، غالب کی ایسی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں، لیکن مجھے اس سلسلے میں ایک اور بات کہنا ہے، یہ شرح آسی صاحب[۲] نے جو لکھی ہے، میرے خیال میں یہ کلام، غالب کا ہے ہی نہیں۔ جلیل صاحب قدوائی کی روایت ہے کہ ان سے خود آسی مرحوم نے کہا تھا کہ یہ کلام خود ان مرحوم کا ہے، آپ اس کی تصدیق جلیل صاحب سے کریں اور اس کے بعد مجھے بھی لکھیں کہ وہ کیا کہتے ہیں۔''

غالب کا یہ شعر ایک صاحب سے سن کر میں نے مالک رام کو لکھ بھیجا تھا، یہ شعر صرف شرح آسی[۳] میں نکلا، شعر سنانے والے صاحب مدعی تھے کہ اس شعر کی رو سے غالب سنّی تھے، مگر یہ ان کا حسن ظن تھا اور ہے، محققین مذہب غالب کا فیصلہ بہر حال دوسرا ہے، لیکن مالک رام صاحب کا یہ اشارہ کہ زیر بحث شعر غالب کا ہے ہی نہیں۔ نئی بات ہے، بہ ظاہر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ شعر آسی کہیں اور منسوب غالب سے کردیں، اس سے انھیں کیا ثواب ملا ، اور شعر وادب کو اس سے کیا فائدہ پہنچا۔

''ریاض'' (اگست) مل چکا ہے--- مئی، جون کے پرچے اب تک نہیں، دیکھ لینے کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ اپنے فائل سے لے کر رجسٹرڈ بھیج دیں، اور میں اسی طرح پڑھ کر واپس کردوں۔

گھر میں آداب، بچوں کو دعا

احقر عبدالمجید حیرت

[پس نوشت] اسد صاحب سے ٹیلی فون پر پوچھ کر بتلائیں کہ ان کی طرف سے عریضۂ حیرت کی رسید اور اس کے جواب کا انتظار کب تک کیا جائے۔

(۱۶)

[پوسٹ کارڈ]

۷۸۶

رام پور (یوپی)
محلہ آتش بازاں
جمعرات۔۳/مارچ ۱۹۵۵ء

برادر مکرم جلیل صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

مؤدت نامہ مورخہ ۲/فروری مل چکا ہے، مگر اس خط کے آجانے کے بعد اب کیا کہوں کہ بہت دن میں آیا۔

''نقوش'' (شخصیات نمبر) میں مولانا حسرتؒ (نوراللہ مرقدہ) پر آپ کا وہ مقالہ دیکھ چکا ہوں، میری نظر سے اوّل سے آخر تک اچھا ہی اچھا، مگر یہ محبت کی نظر ہے اور آپ کے اور چند دوسرے احباب خاص کے لیے احقر کے پاس اس نظر کے سوا دوسری نظر نہیں۔

مولانا حامد حسن قادری مدظلہ سے جب موقع ہو، ضرور ملیے۔ آپ مولانا کو سراپا اخلاق اور اخلاص پائیں گے۔ اور ایسا بزرگ جن کی دعائیں حاصل کرنا موجب فلاح دارین ہے۔

''ریاض'' (فروری) مل چکا ہے۔ اس کا افسوس ہوتا ہے کہ آپ اس میں نہیں ہوتے۔ خیر اگر ''ریاض'' میں نہیں تو ''فاران'' میں سہی، اس میں کوئی خاص موضوع ہو تو کیا کہنا،

آپ سے اور جناب جگر سے اتنی کم ملاقاتیں محل تعجب نہیں، آپ مصروف اور عدیم الفرصت، جگر صاحب رات دن گردش میں۔ ابھی ابھی ''ہماری زبان'' (یکم مارچ ملا) اس سے معلوم ہوا کہ جگر صاحب حیدر آباد تھے۔ یہ ۱۷ر فروری کا ذکر ہے۔ اب معلوم نہیں کہاں ہیں۔

جگر صاحب شاعر ہیں اور شاعر بھی ''رئیس المتغزلین'' مگر وہ سالک بھی ہیں اور مجذوب بھی، جب جس سے مل لیں، غنیمت، وہ محبت جس کا اظہار بہ صورت نقد انھوں نے آپ کے بچوں سے کیا[۲] تین سال ہوئے یہیں رام پور میں خانہ حیرت پر بھی کیا تھا، اس وقت وہ تنہا تھے، انھوں نے بڑی بچی کو پوچھا جسے انھوں نے برسوں ہوئے شملے میں، مری گود میں دیکھا تھا، اور جب وہ اتنی بڑی، گھونگھٹ نکالے، ان کی خدمت میں حاضر ہوئی تو انھوں نے دس دس کے دو نوٹ نکالے اور بچی کو بہ اصرار دیے، میں نے بہت چاہا کہ ایسا نہ ہو، مگر وہ کب ماننے والے تھے، آخر اس خیال سے چپ ہونا پڑا کہ زیادہ ردوکد سے انھیں رنج نہ ہو۔

''نقوش'' میں حیرت کی یہ غزل نکلی تھی: ''کسی کے دم سے راحت بھی ہوئی ہے۔ مگر برپا قیامت بھی ہوئی ہے۔''
اس پر آپ نے تو یہ لکھا تھا کہ اس میں آپ کی بھی غزل ہے، اب آپ پوچھتے ہیں کہ وہ کس غزل کا ذکر ہے۔ تعجب، آپ کا وہ خط اس وقت سامنے نہیں۔ معلوم نہیں۔ مغالطہ اُدھر ہے یا اِدھر۔

میں نے مالک رام صاحب کو آپ کا سلام لکھ دیا تھا، اور آپ کی دعوت انھیں پہنچا دی تھی، جواب یہ ہے:

''جلیل صاحب بڑے ستم ظریف ہیں کہ خط کا جواب نہ دیں اور وہاں آنے کی دعوت دیں، دعوت بہر حال قبول ہے، خدا نے یہاں سے وہاں جانے کا سامان کر دیا تو ان شاء اللہ ضرور انھیں کے یہاں ٹھہروں گا۔ میرا سلام بھی لکھ دیں اور یہ بھی کہ بندۂ خدا، ہفتے عشرے میں نہ سہی، مہینے دو مہینے کے بعد ہی سہی، لیکن کبھی تو یاد کیجیے گا'' ان کا موجودہ پتا کیا ہے؟''

نواب صدیق علی خان صاحب[۳] اور حاجی سیٹھ ستار کو بھی عریضہ لکھنے کی نوبت نہیں آئی، لکھوں گا تو آپ کا سلام ضرور لکھوں گا۔

صاحب زادی کا رشتہ وہیں ہو رہا ہے۔ جہاں ہو رہا تھا، درمیان میں وہ ایک الجھن جو پیدا ہوگئی تھی، الحمد للہ دور ہو گئی۔ تقریب کی تاریخ [توکلت] علی اللہ اپریل کا پہلا ہفتہ تاریخ ۴ر یا ۸ر

اپنا قصدِ سفر ان شاء اللہ اس کے بعد۔

حاجی صاحب کھوریہ نے اپنے تازہ مکتوب گرامی میں آپ کو پوچھا ہے پتا یہ ہے:

No. 7,Amjana manzil, A.M. 4 Road Karachi,

مجنوں صاحب جبل پوری نے بھی آپ کو سلام لکھا ہے، آج کل وزاگاشیم [کذا] (جنوبی ہند) ہیں بہ دستور دفتر میں ملازم، اشعار مرسلہ کا شکریہ، برادر مکرم، غزل تو دراصل اسی کا نام ہے، گھر میں آداب۔ بچوں کو دعا

احقر حیرتؔ

(۱۷)

[پوسٹ کارڈ]

۷۸۶

رام پور (یوپی)

بدھ۔ ۳/ستمبر ۵۹ء

جلیلؔ صاحب مکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ،

کرم نامہ، مورخہ ۸/اگست، پیش نظر ہے۔ پڑھنے کے بعد یہ خیال وملال سب جاتا رہا کہ خط دو ڈھائی سال بعد آیا، اس خط میں ایک بات کا جواب رہ گیا، آپ نے ''ماہِ نو'' میں تبصرۂ خاوری پر اظہار خیال نہیں فرمایا۔ شفقت صاحب کے خط سے معلوم ہوا کہ قلب خاوران کی طرف سے صاف نہیں تھا، لیکن آپ سے انھیں کیا کد تھی کہ اس لپیٹ میں آپ کو بھی لے لیا۔ ''Dawn'' تک رسائی کہاں؟ البتہ آپ کی غزل اگر کسی رسالے میں سامنے آ گئی تو اسے شوق شغف سے پڑھا، یا پھر وہ پڑھا جو ''فاران'' میں نکلا۔

ادارۂ نگارش و مطبوعات کا آغاز مبارک، اچھا ہے، ''شعرائے بدنام'' کی کچھ خدمت آپ کے ہاتھوں ہو جائے۔

اس دور میں غالبؔ پر داد تحقیق دینے کی حد ہو گئی۔ غالبؔ پرستی کی انتہا۔ ایسے ہی صوفی مذاق حضرات نے اکابر صوفیہ کے ساتھ سلوک کیا ہے۔ اعتدال نہ یہاں رہا نہ وہاں؟ مگر آپ مولانا عرشی سے کیوں خفا ہیں؟ آخر نسخۂ عرشی[۲] سے آپ نے بھی تو استفادہ کیا ہے۔ غالبیات پر ایک یہ کام مولانا نے بھی کر ڈالا کہ غالب کے رطب و یابس کو یک جا کر دیا، یہ دقت نہیں، یہ سہولت، اور وہ اس لیے کہ رضا لائبریری کی نظامت پر فائز ہیں، اور اپنے کام سے انھیں بے حد محبت ہے۔

آپ کا پتا مولانا عرشی نے نہیں، ان کے صاحبزادے میاں اکبر علی نے دیا تھا، معلوم نہیں آپ نے اپنے خط میں مولانا کو کیا لکھا کہ انھوں نے آپ کو جواب نہیں دیا۔ خود میں نے تو مولانا کو مجسم شرافت و اخلاق پایا ہے۔ ''قومی زبان'' محمد علی خان اثر رام پوری کے پاس آتا ہے، یوں مجھ تک بھی پہنچ جاتا تھا، مگر اب دو ہفتے سے اثر صاحب سے رابطہ نہیں، میں مکان بدل چکا ہوں اور یہ مکان ان کی قیام گاہ سے اور دور ہو گیا، بہر حال کوشش کروں گا کہ ''قومی زبان'' دیکھوں، خصوصاً وہ پرچے جن میں جوش صاحب ملیح آبادی پر آپ کے ''تجربات'' شایع ہوں گے[۳]

میرا خیال ہے کہ ریٹائر ہو جانے پر بھی آپ کی جیب ماشاء اللہ مضبوط ہے۔ پھر یہ ٹیکسی چلانے کا خیال کیسا؟ ٹیکسی چلانے سے آپ کی مراد ٹیکسی ''چلوانا'' ہوگی۔ آمدنی میں اضافے کی تدبیر۔ سو اس میں مضائقہ نہیں، لیکن ایک ادیب و شاعر اور ٹیکسی ہے کچھ انمل بے جوڑ سی بات--- کیا ادارۂ نگارش و مطبوعات کی راہ سے کچھ یافت نہیں ہو سکتی؟۔ ہونا تو چاہیے۔

فیض صاحب کی خیریت معلوم ہوئی۔ اس دوران میں ان کا خط بھی ملا۔ اسد صاحب مہینوں سے خاموش ہیں۔ ملاقات ہو تو توجہ دلائیں، ان کے مکان کا پتا بدل چکا ہے، ''نمک دان'' میں پتا کچھ مبہم تھا، ورنہ پھر عریضہ لکھتا۔

نیاز مند عبدالمجید حیرتؔ

[پس نوشت] احقر کا پتا اب یہ ہے نوٹ فرما لیں۔
محلہ راج دوارہ، متصل مسجد پیلو، رام پور (یوپی)

(۱۸)

[پوسٹ کارڈ]

۷۸۶

رام پور (یوپی)
راج دوارہ (مسجد پیلو)
اتوار۔ ۱۱ر ستمبر ۶۰ء

جلیل صاحب مکرم السلام علیکم

اس وقت یکایک یہ خیال آتے ہی کہ آپ کے پچھلے خط کا جواب نہیں گیا، یہ عریضہ لکھنے بیٹھ گیا، اس خط کا جواب جبھی لکھتا، مگر اس دوران میں پاکستان سے چار برس بعد بڑی بیٹی آ گئیں، ان کے ساتھ ماشاء اللہ تین ننھے منھے بچے، تینوں کی طبیعت ماندہ، اس بیمار کے لیے اور آزمائش، خیر یہ آزمائشیں تو یہاں روز مرّہ ہیں، آپ بتائیے کہ بیگم جلیل کیسی ہیں؟ اگر آپریشن کی نوبت آئی ہوگی تو آ چکی ہوگی۔ اور اب وہ اچھی ہوں گی، آپ نے وہ خط ۴ر اگست کو لکھا تھا اور اس پر ایک مہینا گزر چکا، امید یہی ہے کہ خدائے رحیم و کریم نے فضل فرمایا ہوگا۔

مولوی عبدالحق جوبلی کمیٹی [۱] کے سلسلے میں آپ نا معلوم کتنا وقیع کام کر چکے تھے، اس پر میری طرف سے ''صلاح'' صرف اس قدر تھی کہ وہ کام ضائع نہ ہو، رہا اس کام میں آپ کی بدنامی کا اندیشہ، تو واقعی کسی طرح گوارا کیے جانے کی چیز نہیں۔

آپ سے اور مدیر ''نقوش'' سے کچھ ایسے روابط نہیں، ورنہ مکتوبات عبدالحق پر آپ کا مقدمہ وہاں چھپتا، خیر اب جب اور جہاں بھی چھپ سکے [۲] یہ خط لکھ رہا ہوں اور اس رنج و غم کے ساتھ کہ ہمارے جگرؔ صاحب رحلت فرما گئے، ماتم جگر دور دور ہوگا اور جتنا بھی ہو کم ہوگا۔ پیدا کہاں ہیں ایسے پراگندہ طبع لوگ۔ جگر رند خراباتی تھے، جب تھے، اب تو بہ چشم حیرت، ولی تھے، آپ ان پر قلم اٹھایا چاہتے تھے، لیکن اب موضوع کچھ دوسرا رکھیے گا وہ نہیں، جو آپ کے ذہن میں تھا، مگر لکھیے گا ضرور [۳] آپ نے انھیں جتنا قریب سے دیکھا ہے، دوسروں نے کم دیکھا ہوگا، ان کی موت معمولی موت نہیں، عروسِ غزل کے ایک نہایت ممتاز جانباز، شیدائی

اور فدائی کی موت ہے۔ اردو غزل میں ہمیشہ زندہ رہنے والا نام۔

نیاز مند عبدالمجید حیرتؔ

پس نوشت: آپ کے ''تذکرے اور تبصرے'' پر اگست کے ''نگار'' میں تبصرہ نکلا ہے، خاصا معقول تبصرہ۔ آپ نے بھی دیکھا ہو گا۔ برسات ابھی گئی نہیں۔ مینہ رات خوب برسا، اور آج صبح سے برابر برس ہی رہا ہے۔

(۱۹)

[پوسٹ کارڈ]

۷۸۶

رام پور (یوپی)
راج دوارہ (مسجد پیلو)
پیر۔ ۱۷/اپریل ۶۱ء
ساڑھے نو بجے شب

برادر مکرم السلام علیکم

آپ کا ۴/اپریل کا کرم نامہ۔ رسید حاضر ہے، اور ڈان کا تراشا۔۔۔ اس سلسلے میں ''قومی زبان'' دیکھنا چاہتا ہوں، اور وہ ''سات رنگ''۔۔۔ تراشا دیکھ لیا، یہاں تک تو آپ ہی حق بہ جانب ہیں۔

ہمارے مولوی حامد حسن صاحب مدظلہ آپ کے انھی ''پروفیسر'' صاحب سے متاثر نظر آتے ہیں، نسخۂ قدوائی انھوں نے دیکھا نہیں، آپ ایسا کیوں نہ کریں کہ کسی دن قادری صاحب سے ملیں، نسخۂ قدوائی ان کے مطالعے سے گزاریں، اور پھر ان سے ان کی رائے طلب فرمائیں۔

''لن ترانیاں''۔ حاشا کہ یہ لفظ میں نے ہرگز قادری صاحب کو نہیں لکھا، لیکن یہ لفظ ان کی تحریر [میں] آیا ہے کچھ اس طرح، جیسے میں نے ہی لکھ دیا ہو، میں قادری صاحب کو اس ''زیادتی'' کی طرف توجہ بھی دلاؤں گا۔

ابھی ابھی میاں اکبر علی[۲] یہیں تھے، ان کے ساتھ عابد رضا صاحب بیدارؔ اور اب تک حیرت کے نادیدہ، رشید حسن خاں صاحب شاہ جہاں پوری[۳] جواں سال اور ابھرتے ہوئے ناقد، مجھے تو بہت پسند ہیں، ابھی نقوش میں انھوں نے فیض احمد صاحب فیض کی شاعری پر نقد کیا تھا، آپ نے نہ دیکھا ہو، تو ضرور دیکھیں، ہاں تو میاں اکبر علی صاحب سے معلوم ہوا کہ مولانا عرشی کا خط آپ تک نہیں پہنچا Undelivered ہی واپس آ گیا۔ اس ریمارک کے ساتھ کہ مکتوب الیہ مذکورہ پتے پر مقیم نہیں۔ میاں اکبر علی آپ کا پتا مجھ سے نوٹ کر لے گئے ہیں، غالباً اس لیے کہ وہ خط مولانا پھر آپ کے نام بھیجیں گے۔

وہ ''ماہ نو'' تو اب تک ہاتھ نہیں لگا، تاہم آپ کی غزل آپ کے خط میں دیکھ لی، مگر یہ تو چند ہی شعر ہیں پوری غزل ''ماہ نو'' میں دیکھنے میں آئے گی، پہلی غزل کا مطلع سبحان اللہ۔ اور دوسری غزل کا مقطع۔

''مقدمۂ مکتوباتِ عبدالحق'' خاصے کی چیز ہوگا، مگر دیکھنے کو کیوں کر ملے گا؟ ''برگِ گل'' اگر رضا لائبریری میں آتا بھی ہوگا، تو حیرت تک نہیں آ سکتا، وہاں ضابطے کی پابندی بہت سخت ہے، کسی کے ساتھ کوئی رعایت نہیں۔ مگر یہ کیا کہ خطوط[۴] سید

ابوتمیم صاحب نے شائع بھی کردیے؟۔ابوتمیم جناب ہاشمی فریدآبادی ۵ کے بھائی ہیں۔یہ صحیح ہے،مگر کیا یہ بھی صحیح ہے کہ بابائے اردو اور سید ہاشمی کے درمیان اب وہ اگلا سا اخلاص نہیں، اگر نہیں تو انا للہ، ایک بابائے اردو کے مداح ہیں۔لامحالہ ان نگاہوں میں معتوب جو بابائے اردو سے پھری ہوئی ہیں، مگر آپ ان باتوں کا زیادہ اثر نہ لیں، بلکہ خاموش زیادہ رہیں۔

۹/اپریل کا شہاب (لاہور) اور ۱۶/ا رکا پرچہ ضرور دیکھیں۔خطوط اسد ملتانی بہ نام حیرت۔اور سوچ کر بتائیں کہ آیا ایسے خطوط کی اشاعت میں کوئی افادیت بھی ہے یا نہیں۔

نیاز مند، عبدالمجید، حیرت

(۲۰)

[پوسٹ کارڈ]

۷۸۶

رام پور (یوپی)
راج دوارہ (مسجد پہلو)
اتوار ۹/جولائی ۶۱ء
3-30 pm

جلیل صاحب مکرم   السلام علیکم

آپ کا لفافہ، ۲۱/جون۔یہ پڑھ کر دکھ ہوا کہ آپ ایک نہیں، بہ یک وقت تین چار آزار کا شکار ہیں، خدا کرے یہ شکایتیں عارضی ہوں، باری تعالیٰ آپ کو تادیر تن درست وسلامت رکھیں۔

میں آپ کا خط پڑھ تو آخر تک لیتا ہوں مگر کہیں کہیں پڑھنے میں تکلف بھی ہوتا ہے!ایسا بہر حال نہیں ہے کہ مضمون، خبط ہو جائے، آپ کے خط سے متعلقہ اقتباس مولانا عرشی کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔آپ کا خط دوبارہ دیکھا تو یاد آیا، اگر مولانا نے مجھے کچھ لکھ کر دیا تو آپ تک پہنچادوں گا۔

قادری صاحب قبلہ سے آپ کی ایک ملاقات تو ہو ہی جانا چاہیے۔'اردوے مصطفیٰ'۶ کی مفت جلد کے لیے کاوش کی ضرورت نہیں، مل جائے، تو اپنے پاس محفوظ رکھیں،

''قومی زبان'' ۱۶/جون، میں آپ کا وہ مضمون دیکھ لیا، آپ بھی کہاں ایسے ''محمد فاضل'' سے الجھے، یہ ''قومی زبان'' آپ ہی کا بھجوایا ہوا پرچہ تھا، مجنوں صاحب کو ابھی خط نہیں لکھا، لکھوں گا، تو اس میں آپ کا سلام بھی ہوگا۔

بابائے اُردو قبلہ، خدا کرے تن درست وسلامت رہیں، اور ابھی اور جئیں، آپ خوش نصیب ہیں کہ آپ ان سے ملے ہیں، اور ملتے رہے ہیں۔یہ عریضہ ''نگار'' (جگر نمبر جولائی) پر رکھ کر لکھ رہا ہوں، یہ نمبر آپ بھی دیکھیے گا، اور مضائقہ نہ ہو تو اس پر اپنا تاثر بھی لکھیے گا۔احقر کے نزدیک تو یہ نگاری تنقید منفی بہت زیادہ ہے، مثبت بہت کم۔

اسی ''قومی زبان'' میں ع رطارق صاحب نے شان الحق حقی کی مزاج پرسی کی ہے۔حقی صاحب کی یہ شعری ترکیبیں، گوش بر آہٹ، خستہ بمباری، کلیجا بہ کلیجا، تو حد درجہ مضحکہ انگیز ہیں، سراسر پوچ نگاری، Stick ' Steel ' school

stool 'وغیرہ۔احقر کے نزدیک ان الفاظ کے تلفظ میں الف کا اضافہ یکسر غلط ہے، بات صرف اتنی ہے کہ یو پی والے عموماً ان الفاظ کے صحیح تلفظ پر قادر نہیں، لیکن یہ ان کا عجز ہے، الف کا اضافہ ہرگز مستند نہیں۔

دو ڈھائی ہفتے سے گرمی یہاں بھی شدید رہی۔ رات کی بارش سے کچھ کم ہوئی ہے، مطلع برابر ابر آلود ہے، بادل ابھی اور برسے گا، (لیجیے، بارش پھر آ گئی) آم کی یہ فصل بھرپور تھی۔ یہ آم وہاں تو کہاں ملتا ہوگا؟

طالب دعا، عبدالمجید حیرتؔ

پس نوشت: ''حسین ڈی سلوا ٹاؤن'' کیا ترکیب ہے؟[۳] اس کا انگریزی املا؟

آپ کی یہ غزل:

''عشق میں ترے غم ہر دو جہاں سے فارغ
ہم نے چاہا تھا کہ ہو جائیں مگر ہو نہ سکے''

کیا خوب، اس کے بعد کچھ اور؟

(۲۱)

[پوسٹ کارڈ]

۷۸۶

رام پور (یو پی)
راج دوارہ (مسجد پہلو)
منگل ۷؍نومبر ۶۱ء
۱۱ بجے شب

جلیل صاحب مکرم السلام علیکم

جنوری ۶۱ء کا ''فکر و نظر''۔ مگر نظر سے آج گزرا۔ اس میں ''دیوان غالب (نسخۂ عرشی) از جناب مالک رام'' کا عنوان آپ ضرور دیکھ چکے ہوں گے، خصوصاً یہ عبارت (ص ۱۷۸):

''میں اس سلسلے میں ایک واقعہ بیان کرنا چاہتا ہوں، ۱۹۳۶ء کی بات ہے ، میں اس زمانے میں دلی میں تھا، جناب جلیل قدوائی ان دنوں مرکزی حکومت ہند کے محکمہ اطلاعات عامہ میں ملازم تھے، یہیں ان سے میری ملاقات ہوئی، اور بہ تدریج ہمارے تعلقات بہت گہرے ہو گئے آسیؔ مرحوم نے اس سے تھوڑی مدت ہی پہلے یہ کلام، غالبؔ کے نام سے شائع کیا تھا، ایک دن جلیل صاحب اور میں بیٹھے گپ کر رہے تھے کہ اس کلام کا ذکر آ گیا، تو انھوں نے فرمایا (روایت بالمعنی)، یہ کلام غالب کا نہیں، بلکہ آسیؔ کا ہے، اس سے متعلق ایک مرتبہ میری گفتگو خود آسیؔ سے ہوئی تھی، انھوں نے مجھ سے کہا تھا، کون غالبؔ! میں نے خود یہ غزلیں کہہ کے غالبؔ سے منسوب کر دی ہیں، غالبؔ کے رنگ میں کہنا کیا مشکل ہے،

جلیلؔ ثقہ راوی ہیں، بہ فضلہ تعالیٰ وہ زندہ و سلامت موجود ہیں میں چاہتا ہوں کہ وہ اس روایت کی تصدیق کریں۔''

تو جلیلؔ صاحب کیا یہ تصدیق (یا تردید) آپ کی طرف سے ہو گئی؟[۱] اور ہاں، کیا آپ نے ''انشا''[۲] (ستمبر) میں

''نشستند، گفتند، برخاستند'' پڑھا؟ خصوصاً وہ مضمون جو جناب جوش ملیح آبادی سے شروع ہوتا ہے اور انھیں پر ختم۔ اگر آپ نے اسے پڑھا ہے تو پھر اس پر آپ کا تاثر؟ اور پھر اسی ''انشا'' میں ایک مضمون یہ۔ حضرت جگر، عشق کی بسمہ اللہ۔ کیا آپ ایسے مضامین پڑھ کر محظوظ ہوئے یا بہ الفاظ رشید احمد صدیقی صاحب 'بدحظ'؟

اردو بورڈ کے ''نمونۂ لغات اردو'' پر خاصی لے دے ہو رہی ہے۔ آپ کی نظر میں یہ ہنگامہ بھی تو ہوگا۔ اس پر آپ کا تبصرہ ابھی نظر سے نہیں گزرا۔[۳]

تازہ ''فاران'' میں آپ کی بس ایک غزل ہی تھی، اور کچھ نہیں، مولانا عرشی کی طرف سے ہدیۂ سلام قبول کیجیے۔

مجنوں صاحب کو پرسوں ہی عریضہ لکھا ہے، عریضے میں آپ کا سلام، آپ کی صحت اب کیسی ہے۔ کام کیجیے مگر اپنے آپ کو تھکائیے نہیں۔

طالب دعا، عبدالمجید حیرت

(۲۲)

[پوسٹ کارڈ]

۷۸۶

رام پور (یوپی)

راج دوارہ (مسجد پیلو)

جمعرات ۲۲ر فروری ۶۲ء

جلیل صاحب مکرم   سلام و رحمت

پرسوں کی ڈاک بڑی وزنی رہی، یکا یک ایک پارسل ملا، اور پارسل میں قومی زبان، نئی قدریں، سات رنگ، آہنگ اور بیگم جلیل[۱] کا تحفۂ خاص ''ننھی پروین''۔ کئی دن مطالعے کا سامان، جزاکم اللہ

پہلے آپ کا خط پڑھا، یہ عریضہ اسی کا جواب ہے، اور رسالوں کی صورت میں آپ کی نوازش کا شکریہ۔

انگریزی کا وہ ایڈریس بھی پڑھ لیا، خوب ہے، لیکن یہ بات بری طرح کھٹکی کہ آپ ایسے اردو کے رسیا اور ایڈریس بہ زبان انگریزی!۔ ناطقہ سر بہ گریباں، ارے بھائی مدنی، مدنی ہی تو تھے، ماؤنٹ بے ٹن تو نہیں تھے، پھر یہ نیاز مندانہ خطاب کیا معنی؟۔ بابائے اردو اگر زندہ ہوتے تو اس ایڈریس کو دیکھ کر کیا کہتے؟

''نئی قدریں'' اس وقت مولانا عرشی کے پاس ہے؟ واپس آیا اور آپ کے پاس بھیجا۔ آہنگ میں سید محمد جعفری کو بھی دیکھا، ان کا پتا؟ خط لکھنے کو جی چاہتا ہے، کہیں آپ سے ملیں، تو احقر کا سلام پہنچائیں۔

غالب، مولانا ابوالکلام اور نیاز صاحب کی خطوط نویسی پر آپ کی رائے[۲] پسند آئی، بات ہے بھی وہی جو آپ نے کہی،

پاکستان آنے کا پروگرام التوا نہیں ہے۔ بلکہ اب تو اس ارادے کا پہلا مرحلہ، سب سے بڑا مرحلہ طے ہو گیا ہے، پاکستانی ہائی کمشنر دہلی کے دفتر سے باضابطہ یہ اطلاع آ گئی ہے کہ ایمر جنسی سرٹیفکیٹ منظور، سفر کی مہلت تین مہینے یعنی ۱۴ر مئی تک، باری تعالیٰ مدد فرمائیں، اور اس وقت تک اس بیمار کو اتنی سکت بھی بخش دیں کہ سفر کی مشقت جھیل لے جائے۔

بابائے اردو پر آپ کے مضمون میں ہاشمی صاحب مرادآبادی سے متعلق آپ کا لب ولہجہ بہت پسند آیا۔ بڑی اونچی بات۔
غالب (نسخۂ قدوائی) پر تبصرہ[۳]۔ ''نگار'' اکتوبر ۶۱ء۔ ص ۵۲ ''جناب جلیل قدوائی غالب کے پرانے چاہنے والوں میں سے ہیں، اوران کی اس غیر معمولی چاہت کا ثبوت یہ ہے کہ انھوں نے اس انتخاب میں نسخۂ حمیدیہ کے ان بعض اشعار کو بھی لے لیا ہے، جس کی طرف مشکل سے کسی کی نگاہِ انتخاب جاسکتی تھی، ابتدا میں انھوں نے اپنے نظریہ انتخاب کی وضاحت بھی کردی ہے، جس سے ان کے حسنِ انتخاب اور وسعت نظر پر کافی روشنی پڑتی ہے۔

اس انتخاب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ غزلوں کی ہیئت کو بہ دستور قائم رہنے دیا گیا ہے۔''

تعجب ہے اور افسوس بھی کہ ارباب ''فکر ونظر'' (علی گڑھ) نے نہ مجھے جواب دیا، اور نہ آپ کو رسالہ بھیجا۔ یہ اخلاق سمجھ میں نہیں آیا شاید اس دور کے فکر ونظر کا تقاضا یہی ہے۔

کیا نواب صدیق علی خاں صاحب آپ کے جلسے میں آئے تھے؟ اور حامد حسن قادری مدظلہ سے آخر کب ملیے گا؟۔
مجنوں صاحب کے تازہ خط میں آپ کے لیے سلام آیا تھا۔

حیرت

پس نوشت: ''تعمیرِ انسانیت'' اگر آپ چاہیں تو آپ کی نظر سے گزر ضرور سکتا ہے، دسمبر، جنوری اور فروری کے پرچے کہیں سے لے لوا کر دیکھ لیں۔ وہ ''نگار'' نہ سہی، اس میں وہ تبصرہ اس عریضے کی پشت پر ملاحظہ فرمائیں۔ شاید میں نے یہ نقل اس سے پہلے نہیں بھیجی، ''ننھی پروین'' کے لیے بیگم جلیل کا مکرر شکریہ کتاب ابھی پڑھی نہیں ہے، پڑھوں گا۔

حواشی:

۱ ملخصاً از تعارف، ڈاکٹر محمد منیر احمد سلیچ مؤلف ''وفیات ناموران پاکستان'' ۲۰۰۶ء طبع اوّل، لاہور، اردو سائنس بورڈ۔
۲ مکتوب نگار کے بہ قول: ''خاکسار حیرت، آٹھ دن سے واردِ سکھر۔'' بحوالہ مکتوب حیرت بنام جلیل قدوائی محررہ ۱۷ دسمبر ۱۹۶۲ء غیر مطبوعہ مخزونہ راقم سطور۔
۳ جلیل قدوائی (خاکہ) ''حیرت شملوی'' مشمولہ ''چند اکابر چند معاصر''، ۱۹۷۷ء کراچی ادارہ نگارش ومطبوعات۔
ملخصاً از ص ۲۰۱ نیز سید انیس شاہ جیلانی: ''آدمی غنیمت ہے۔'' ۱۹۹۴ء، طبع اوّل، محمد آباد صادق آباد۔
۴ ڈاکٹر منیر احمد سلیچ نے حیرت کی تدفین پاپوش نگر کے قبرستان میں بتائی ہے جب کہ جناب احمد حسین صدیقی نے عبداللہ شاہ غازی بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے احاطے میں بیان کی ہے۔ ملاحظہ ہو۔
احمد حسین صدیقی: ''دبستانوں کا دبستان کراچی'' جلد سوم، ۲۰۱۰ء کراچی، طابع فضلی سنز۔
علاوہ ازیں سیّد انیس شاہ جیلانی راقم سطور کے نام اپنے خط میں رقم طراز ہیں کہ: ''میرے حسابوں تو درگاہ عبداللہ شاہ غازی کے احاطے ہی میں حیرت کو دفن ہونا چاہیے تھا، ان کے بیٹے پاپوش نگر میں رہتے تھے کیا عجب وہ میت وہاں لوا لے گئے ہوں، لیکن وہاں تک لے جانے کے اخراجات اٹھانا اُن دنوں اُن کے بس کی بات تھی تو نہیں۔''
[سیّد انیس شاہ جیلانی بنام شاہ انجم محررہ ۳۰ مئی ۲۰۱۲ء غیر مطبوعہ]

۵۔ جلیل قدوائی کے سوانحی حالات کے لیے ملاحظہ کیجیے راقم سطور کی کتاب: ''جلیل قدوائی شخصیت اور فن'' ۱۹۹۲ء، کراچی، رفاہ پبلی کیشنز۔

٦۔ جلیل قدوائی: چند اکابر، چند معاصر'' ۱۹۷۷ء، ص ۱۹۸۔

۷۔ ایضاً: ص ۱۹۵۔

۸۔ بحوالہ جلیل قدوائی ایضاً ۱۹٦۔

۹۔ جلیل قدوائی مرحوم نے راقم سطور کو اپنے نام حیرت شملوی کے تقریباً تمام اصل خطوط عنایت کیے تھے۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ محترم سید انیس شاہ جیلانی صاحب کے پاس بھی حیرت۔ جلیل قدوائی مراسلت محفوظ ہے تو راقم نے جناب شاہ صاحب سے درخواست کی کہ اگر یہ تمام خطوط میرے پاس بھی محفوظ ہو جائیں تو کیا مضائقہ ہے؟ آپ نے مہربانی فرماتے ہوئے مذکورہ مراسلت کی نقل فراہم کر دی۔

۱۰۔ رشید حسن خان: ''اردو املا'' ۱۹۹۴ء، طبع لاہور، فکشن ہاؤس۔

۱۱۔ جن میں چند قابل ذکر کتابوں کے نام درج ہیں:
سیرِ گل (افسانے، تراجم: ۱۹۲۷ء)، انتخاب حسرت (۱۹۲۹ء)، نقش و نگار (شاعری: ۱۹۳۰ء)، مونا وانا (مارس میٹرلنک کا ڈراما، ترجمہ: ۱۹۳۳ء)، دیوان بیدار (تحقیق و تدوین: ۱۹۳۷ء)، تنقیدیں اور خاکے (تنقید: ۱۹۵۲ء)، تذکرے اور تبصرے (تنقید: ۱۹۵۹ء)، انتخاب شعرائے بدنام (تنقید و تحقیق: ۱۹٦۰ء)، مکتوباتِ عبدالحق (تحقیق و تدوین: ۱۹٦۳ء)، چند اکابر، چند معاصر (خاکے: ۱۹۷۷ء)، شعلۂ مستعجل (تدوین: ۱۹۸۰ء)، مسعود فوسٹر مراسلت (انگریزی، تحقیق و تدوین: ۱۹۸۴ء)، سر سیّد علیہ الرحمہ مع ضمیمہ سیّد محمود (ترتیب و تدوین: ۱۹۸۵ء)، چشمۂ آفتاب (تخلیقی نثر پارے: ۱۹۸۴ء)، اور حیاتِ مستعار (خود نوشت: ۱۹۸۷ء) تفصیل مزید اور مکمل کوائف کے لیے ملاحظہ کیجیے: [''جلیل قدوائی۔ شخصیت اور فن'' از شاہ انجم، ۱۹۹۲ء، کراچی، رفاہ پبلی کیشنز۔]

۱۲۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے شعبۂ اُردو میں جلیل قدوائی کا تقرر کئی لحاظ سے اہم اور تاریخی نوعیت کا حامل تھا۔ مثلاً آپ کا انتخاب علامہ اقبال کی رائے سے عمل میں آیا۔ پھر آپ اس شعبے کے اولین اساتذہ میں شامل ہوئے۔ علاوہ ازیں آپ نے شعبے کے ریڈر پروفیسر رشید احمد صدیقی کی ''فرمائش پر پہلا نصاب'' بنایا اس کام میں انھیں مولانا احسن مارہروی کی مشاورت و معاونت بھی حاصل رہی۔ اس زمانے میں جلیل قدوائی کو متعدد ایسے شاگرد بھی ملے جنھوں نے اپنے اپنے میدان میں خوب نام پیدا کیا ایسے چند شاگردوں میں: سعادت حسن منٹو (پیدائش: ۱۹۱۲ء)، علی سردار جعفری (پیدائش: ۱۹۱۳ء)، ڈاکٹر ابواللیث صدیقی (پیدائش: ۱۹۱٦ء) اور شان الحق حقی (پیدائش: ۱۹۱۷ء) قابلِ ذکر ہیں۔
[ملخصاً از مقالہ برائے پی ایچ۔ ڈی بعنوان ''جلیل قدوائی کی تنقیدی و تحقیقی خدمات ایک تحقیقی مطالعہ'' مقالہ نگار شاہ انجم، غیر مطبوعہ، مخزونہ سندھیالوجی، جام شورو۔]

۱۳۔ انجمن ترقی اردو کے حوالے سے جلیل قدوائی کی خدمات کا مفصل جائزہ ایک مستقل مقالے میں راقم الحروف نے

پیش کیا ہے، ملاحظہ ہو: ''جلیل احمد قدوائی اور انجمن ترقی اردو'' شعبہ جاتی مجلّہ 'خیابان' (ISSN 1993-9302) شعبۂ اُردو، جامعۂ پشاور، شمارہ نمبر ۱۶، بہار، ۲۰۰۷ء ص ۹۴ تا ۱۳۰۔

۱۴۔ تقسیم ہند کے پس منظر میں لکھے گئے مضامین جلیل کتابی صورت میں بھی شائع ہو چکے ہیں، ملاحظہ ہو:

"When India was devided", 1987, Karachi, Ross Masood Academy

۱۵۔ اس ضمن میں تفصیل مزید کے لیے ملاحظہ ہو: ''راس مسعود ایجوکیشن اینڈ کلچر سوسائٹی آف پاکستان کی تعلیمی، سماجی اور ادبی خدمات کا جائزہ'' از شاہ انجم، شعبۂ جاتی مجلّہ ''تحقیق'' (ISSN 2071-467 X) شعبۂ اُردو، سندھ یونیورسٹی جام شورو، شمارہ نمبر ۱۶، ۲۰۰۸ء، ص ۱۹۱ تا ۲۳۲۔

۱۶۔ جلیل قدوائی کے بارے میں مزید معلومات کے لیے ملاحظہ کیجیے، راقم الحروف کی محولہ بالا کتاب: ''جلیل قدوائی۔ شخصیت اور فن'' (۱۹۹۲ء)، کراچی۔

۱۷۔ بہ حوالہ مکتوب حیرت محررہ ۱۴/۱ اکتوبر ۱۹۵۰ء۔

خط نمبر ۱:

۱۔ فیض الرحمٰن خان مراد ہیں جو جلیل قدوائی کے پڑوس ہی میں کہیں رہتے تھے اور حیرت کی ان سے مراسلت تھی۔ محکمہ ڈاک وتار میں ملازم تھے۔

۲۔ اسد ملتانی، اصل نام محمد اسد خاں ابن غلام قادر خاں تخلص اسد، ۱۳ دسمبر ۱۹۰۲ء کو ملتان میں پیدا ہوئے اور ۱۷ نومبر ۱۹۵۹ء کو راول پنڈی میں وفات پائی۔ اردو کے علاوہ فارسی میں بھی شعر کہتے تھے۔ فارن پولیٹیکل میں ملازم تھے۔ [بہ حوالہ زاہد حسین انجم: ''ہمارے اہل قلم'' لاہور] نیز حیرت شملوی: ''محفلے دیدم'' مطبوعہ ۱۹۸۱ء، حیرت شملوی اکادمی محمد آباد، صادق آباد۔

خط نمبر ۲:

۱۔ پروفیسر ڈاکٹر سید وزیر الحسن عابدی، فارسی زبان وادب کے ممتاز اسکالر، استاد، محقق، مترجم، مصنف، سابق پروفیسر یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور۔ ۲۵ دسمبر ۱۹۱۴ء کو بہ مقام پیدی ضلع بجنور میں پیدا ہوئے۔ ۲۹ جون ۱۹۷۹ء کو لاہور میں وفات پائی۔ میانی صاحب، لاہور، جائے مدفن ہے۔

فارسی کے مایہ ناز اسکالر ''پیغام آشنا'' کے مدیر ڈاکٹر سلیم اختر آپ کے ممتاز شاگرد ہیں۔ افسوس، ہنوز آپ کی علمی وادبی خدمات پر قابل ذکر کام نہیں ہوا۔ آپ کے بیش قیمت کتاب خانے کے نوادرات بیت الحکمت کراچی میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ ڈاکٹر منیر احمد سلیچ نے آپ کی درج ذیل کتابوں کے نام تحریر کیے ہیں:

''مقالات منتخبہ'' (۲ جلد) ''افادات غالب''، ترجمہ ''کوروش اعظم'' ارمغان دانش گاہ (فارسی مقالات۔ ترتیب)

[بہ حوالہ: وفیات ناموران پاکستان، ۲۰۰۶ء، لاہور]

خط نمبر ۳:

۱۔ چوں کہ جلیل قدوائی ''پاکستان پبلی کیشنز'' کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر تھے اور رسالہ ''ماہ نو'' ان دنوں آپ کے زیر نگرانی نکلتا تھا اسی لیے یہ تجویز جلیل قدوائی کو دی گئی۔

۲؎ حیرت شملوی نے ''مشاہیرِ ادب'' کو ایک سوال نامہ بھیجا تھا جس میں دریافت کیا گیا تھا کہ ان کے نزدیک اردو نظم و نثر کی بہترین کتابیں کون کون سی ہیں؟ وغیرہ۔ چناں چہ یہاں اسی سوال کے جواب کا تقاضا کیا گیا ہے۔

خط نمبر۴:

۱؎ نواب صدیق علی خان (۱۹۰۰ء۔۱۹۷۴ء) ممتاز تاریخی و تہذیبی شخصیت۔ تحریک پاکستان کے ممتاز سماجی کارکن اور آل انڈیا مسلم لیگ نیشنل گارڈ کے سالارِ اعلیٰ۔ جلیل قدوائی کے زیرِ اہتمام منعقد ہونے والے حلقۂ نگارش اور نگی ہلز کے ایک مشاعرے کی صدارت بھی آپ نے فرمائی تھی جس میں جوشؔ (۱۸۹۸ء۔۱۹۸۲ء) سمیت کراچی کے سب ہی نامور شعرا شریک ہوئے تھے۔ تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو: مطبوعہ رپورٹ روزنامہ ''انجام'' کراچی، اتوار، ۳۱راگست ۱۹۶۳ء۔

۲؎ حاجی اسحاق سیٹھ سابق رکن ایم ایل اے (مرکزی) ''مسلم ہوٹل'' شملہ میں نواب صدیق علی خان (سابق ایم ایل اے مرکزی) کے ساتھ یک جا قیام ہوتا تھا۔ چناں چہ یہیں نواب صاحب کے کمرے پر کبھی کبھی شعر و سخن کی محفلیں منعقد ہوا کرتی تھیں جن میں حضرت جلیل قدوائی، اسد ملتانی وغیرہم بھی شریک ہوا کرتے تھے۔ حیرت کے بقول نواب صاحب سے یہیں پہلی ملاقات ہوئی تھی۔

[بہ حوالہ ملخصاً از حیرت شملوی حاشیہ بر مکتوب جلیل محررہ ۲۴راکتوبر ۱۹۵۰ء غیر مطبوعہ مخزونہ مبارک اردو لائبریری محمد آباد تحصیل صادق آباد]

خط نمبر۵:

۱؎ ممتاز اردو شاعر و ادیب اور نقاد شفقت کاظمی کا اصل نام سید فضل الحسن تھا۔ مولانا حسرت موہانی کے تلمیذ رشید تھے۔ ۱۴رفروری ۱۹۱۴ء کو ڈیرہ غازی خان میں سید علی شاہ کے گھر پیدا ہوئے۔ ۱۲رمارچ ۱۹۷۵ء کو وفات ہوئی۔ کربلا ٹاہلی والا، ڈیرہ غازی خان میں تدفین ہوئی۔ ڈاکٹر منیر احمد سلیچ نے آپ کی دو کتابوں کے نام درج کیے ہیں ''حسرت کدہ'' اور ''نغمۂ حسرت''۔

[بہ حوالہ ڈاکٹر منیر احمد سلیچ: ''وفیاتِ نامورانِ پاکستان'' طبع اوّل: ۲۰۰۶ء لاہور، اردو سائنس بورڈ]

۲؎ ملاحظہ ہو خط نمبر۲ کا حاشیہ نمبر۱۔

۳؎ جناب احمد حسین صدیقی کے مطابق: پروفیسر شجاع احمد زیبا (علیگ) ۲۷راکتوبر ۱۹۲۲ء کو امروہہ میں پیدا ہوئے۔ ۲۶رنومبر ۱۹۹۵ء کو وفات پائی۔ پاپوش نگر کے قبرستان میں تدفین ہوئی۔ پہلے آپ بھی پریس انفارمیشن ڈپارٹمنٹ میں تھے موصوف کی بابائے اردو کے ساتھ تا مرگ رفاقت رہی اور انجمن ترقی اردو کے تنظیمی امور میں ان کا ساتھ دیا۔ ۱۹۵۰ء سے ۱۹۵۴ء تک ''قومی زبان'' کے مدیر بھی رہے۔ آپ ایک قادر الکلام شاعر، مقرر اور ماہر تعلیم تھے۔ علی گڑھ اسپرٹ ان کے مزاج میں رچی بسی ہوئی تھی۔ ان کی تصانیف میں ''قلمی خاکوں کا تاریخی جائزہ'' (غیر مطبوعہ) مولوی نذیر احمد دہلوی (ایک جائزہ) شامل ہیں۔ راقم سطور کی آپ سے ملاقات ہو چکی ہے۔ مزید تفصیلات کے لیے رجوع کیجیے: احمد حسین صدیقی، ۲۰۰۳ء، دبستانوں کا دبستان کراچی'' (حصہ اوّل)، فضلی سنز کراچی۔

خط نمبر ۶:

۱۔ اردو کے ممتاز شاعر، ادیب، محقق، نقاد، مترجم ماہر لسانیات رفیق خاور کا اصل نام محمد رفیق حسین اور آپ کے والد کا نام محمد بخش تھا۔ آپ ۱۵؍فروری ۱۹۰۸ء کو راول پنڈی میں پیدا ہوئے۔ ۱۴ مئی ۱۹۹۰ء کو وفات پائی۔ سوسائٹی کراچی کے قبرستان میں تدفین ہوئی۔

۲۔ جلیل قدوائی، حضرت جگر کے اس زمانے کے جلیس وشیدا تھے جب وہ صرف خواص کے شاعر تھے اور اناؤ میں چوہدری جگت موہن لال رواں کے ہاں مقیم تھے۔ یہیں سے ان کے روابط کا آغاز ہوتا ہے۔ پھر جب جلیل علی گڑھ چلے گئے (قیام علی گڑھ ۱۹۲۲ء۔۱۹۳۶ء) تو جگر انھی کے یہاں قیام کرتے تھے۔ جگر کا اکثر کلام جلیل کی نوکِ زبان ہوتا تھا چناں چہ ادبی رسائل کے مدیران اشاعت کے لیے جلیل ہی سے فرمائش کر کے کلامِ جگر حاصل کیا کرتے تھے۔ مگر جوں جوں جگر مشہور ہوتے گئے بقول جلیل قدوائی ''اپنے پرانے چاہنے والوں کی طرف سے مطمئن ہوتے گئے۔'' یہی وجہ تھی کہ جلیل ایسی حسّاس شخصیت کو جگر کی یہ ادا پسند نہ آئی اور وہ جگر سے کچھ رنجیدہ اور کشیدہ رہنے لگے۔ لیکن آخر میں یہ سب شکایات رفع ہوگئیں جب جگر سے ان کے تعلقات بحال ہوگئے۔

مزید تفصیلات کے لیے ملاحظہ کیجیے:

''جگر اور اصغر'' از جلیل قدوائی مرتبہ شاہ انجم، ۲۰۰۳ء، کراچی، ادارۂ یادگار غالب۔

۳۔ معروف مزاحیہ شاعر سید محمد جعفری (۱۹۰۵ء۔۱۹۷۶ء) آپ بھی محکمۂ اطلاعات میں ملازم تھے۔

خط نمبر ۷:

۱۔ مئی ۱۹۵۱ء کے ''ماہِ نو'' میں جناب رفیق خاور نے غزل پر جو اظہار خیال کیا تھا اس پر حیرت نے جلیل قدوائی کو اپنے اختلاف سے آگاہ کیا تھا۔ اس صورت حال کا پس منظر کیا تھا وہ ذیل کے اقتباس سے سامنے آجاتا ہے جلیل قدوائی رقم طراز ہیں کہ:

> ''غزل کے سلسلے میں خیالات منگائے تھے، اگلے نمبر کو دیکھ کر شاید آپ خفا ہوں لیکن خفا ہونے کے بجائے آپ ہمیں اپنے خیالات قلم بند کر کے بھیج دیں، ایک عنوان پر بہت سے اور مختلف النوع خیالات جمع کیے جائیں تو کیا ہرج ہے، جب غزل آزاد، حالی اور سرسید کے زمانے میں مخالفت کے ایک طوفان عظیم کے باوجود نہیں مری بلکہ اور زیادہ بڑھی، چڑھی تو خاور صاحب کے اظہارِ خیال سے کیا مرے گی، مگر بہر حال آزادیٔ رائے اور اس کے اظہار پر اس بیسویں صدی میں اتنی کڑی نگرانی تو نہ ہونی چاہیے۔ خدانخواستہ غزل پر مخالف رائے ظاہر کرنے سے کسی عالم گیر طوفان اٹھنے کا اندیشہ ہے نہ آسمان کے گر پڑنے کا، آپ بھی غزل گو ہیں اور میں بھی،
>
> اختر انصاری صاحب (دہلوی) کی سند نہیں، ان کا ہر خیال کچا ہے، خاور صاحب کافی پڑھے لکھے اور سنجیدہ آدمی ہیں، عرصے سے لکھ پڑھ رہے ہیں، صرف خیالات میں ذرا قدامت [پسند] واقع نہیں ہوئے ہیں۔''

[اقتباس از مکتوب: جلیل بنام حیرت شملوی، محررہ ۲۴ مئی ۱۹۵۱ء، غیر مطبوعہ، مخزونہ مبارک اردو

لائبریری محمد آباد، تحصیل صادق آباد بہ شکریہ سید انیس شاہ جیلانی]

۲۔ مطبوعہ ۱۹۲۸ء، دہلی جامعہ بک ڈپو کلام حسرت کا یہ اولین انتخاب جلیل نے ۱۹۲۴ء تک طبع ہونے والے کلام کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے کیا تھا۔

خط نمبر ۸:

۱۔ آوازِ جگر کے سلسلے میں حیرت نے جلیل سے اختلاف کیا ہے اس کے جواب میں آپ رقم طراز ہیں کہ:

''جگر صاحب کی آواز کے سلسلے میں میں نے ۲۲ء کا ذکر کیا ہے۔ معلوم نہیں آپ نے انھیں پہلے پہل کب سنا تھا۔ ان کی آواز میں پہلے ایک 'دوشیزگی' کا پردہ تھا، جواب پھٹ گیا ہے، میرے کان ان کے نغمے میں اب وہ دوشیزگی نہیں پاتے۔ اب پختگی ہے، فن ہے، سوز ہے، وغیرہ۔ پہلے ان کے ترنم میں ہلکا پھلکا لوچ تھا، ایک کھٹک تھی، جسے میں نے آگے چل کر مضمون [''اصغر کی یاد میں'' اردو، اکتوبر ۱۹۵۱ء] میں 'البیلا پن' کہا ہے، وہ اب مفقود ہے۔''

اقتباس از مکتوب جلیل بنام حیرت شملوی تحررہ ۲۶ر نومبر ۵۱ء غیر مطبوعہ مخزونہ مبارک اردو لائبریری محمد آباد صادق آباد۔ بہ شکریہ سیّد انیس شاہ جیلانی]

۲۔ بارہ بنکی کے فضل الرحمٰن قدوائی جلیل کے سینئر علیگی دوست تھے۔ جلیل قدوائی نے لکھا ہے کہ ان سے علی گڑھ کی طلائی جوبلی ۱۹۲۵ء کے موقع پر ملاقات ہوئی تھی۔ جلیل قدوائی اپنے ایک خط میں مزید لکھتے ہیں کہ: فجی پہلے یعنی تقسیم سے پہلے بارہ بنکی میں وکالت کرتے تھے۔ علی گڑھ کی طالب علمی کے زمانے میں، مجھ پر بہت مہربان تھے اب تو مدّت سے ایک دوسرے کی خبر نہیں۔

[بحوالہ جلیل قدوائی ''حیات مستعار'' (۲) مشمولہ: شش ماہی 'غالب' کراچی، شمارہ ۶ تا ۱۰، حاشیہ نمبر ۳۹، ۴۰، ص ۹۳]

۳۔ صفدر مرزا پوری اور حفیظ جون پوری کے کلام کی دست یابی کے سلسلے میں جلیل قدوائی نے بھی نشان دہی کی ہے:

''صفدر مرزا پوری کا کوئی مجموعۂ کلام میرے علم میں شائع نہیں ہوا۔ متفرق اشعار ان کے ادھر ادھر شائع شدہ دیکھے تھے یا 'مرقع' اور وصل صاحب بلگرامی کے زمانے میں جب لکھنؤ زیادہ آتا جاتا تھا اور وہاں قیام بھی کرتا تھا (۱۹۲۴ء۔ ۱۹۲۶ء) ان کی زبانی بھی سنے تھے۔ یہی حال حفیظ جون پوری مرحوم کے کلام ہی کا ہے میرا خیال ہے کہ رام پور میں آپ کو 'مخزن' مرتبہ شیخ عبدالقادر 'مرقع' لکھنؤ مرتبہ وصل بلگرامی، پرانے 'نگار' وغیرہ کے پرچے مل جائیں گے ان میں ہر دو کا کلام تلاش کریں۔''

[اقتباس از مکتوب جلیل بنام حیرت محررہ ۲۶ر نومبر ۵۱ء غیر مطبوعہ، ایضاً]

خط نمبر ۹:

۱۔ میر درد کی نسبت جلیل کا مذکورہ تاثر نیز اصغر کے کلام پر آپ کی رائے ملاحظہ ہو:

''درد کا میں بھی بڑا قدر دان ہوں، مگر میرے اوپر ان کے کلام کا عام اثر یہی ہے کہ سپاٹ کلام ہے اور طبیعت پرانے صوفی شعرا کی طرح مسائل نظم کرنے پر زیادہ مائل ہے، الاّ ماشاء اللہ۔ اصغر نے

مسائل کو بھی ذاتی چیز بنا کر اور عشقیہ انداز میں پیش کیا ہے، جس سے شعر میں ادبیت سے زیادہ نشتریت آ گئی ہے۔ واللہ اعلم درد کو پھر پڑھوں گا اگر زمانے نے فرصت دی۔"

[اقتباس از مکتوب جلیل بنام حیرت محررہ ۲۶ نومبر ۱۹۵۱ء غیر مطبوعہ، منقول از بیاض حیرت مخزونہ مبارک اردو لائبریری محمد آباد تحصیل صادق آباد بہ شکریہ سید انیس شاہ جیلانی]

خط نمبر ۱۰:

۱۔ جلیل قدوائی کے دوسرے شعری مجموعے کا نام ہے غزلوں اور نظموں کا یہ مجموعہ ۱۹۵۱ء میں کراچی سے شائع ہوا۔

خط نمبر ۱۱:

۱۔ بنت حیرت کے استفسار کے جواب میں جلیل قدوائی یوں رقم طراز ہیں:

"بچی سے کہیے کہ ہمارے اولیں بزرگ ہندوستان میں عہد جہانگیری میں ایران [سے] آئے تھے۔ ان کا نام قاضی قدوۃ الدین تھا۔ انھیں نظامت قضا سپرد تھی اور ۵۲ گاؤں بادشاہ نے عطا کیے تھے، ان کی اولاد اپنے کو ان کے نام سے منسوب کرتی ہے۔ مگر حال یہ ہے کہ ٹاؤن تقسیم ہوتے ہوتے ختم ہو گئے اور نظامت کے بجائے بدنظمی نے بہت سوں کو نان شبینہ کا محتاج کر دیا، اب تو یہ نسبت پدرم سلطان بود کی مصداق ہے۔"

[اقتباس از مکتوب جلیل بنام حیرت محررہ ۲۱ مئی ۵۲ء غیر مطبوعہ، منقول از بیاض حیرت مخزونہ مبارک اردو لائبریری محمد آباد تحصیل صادق آباد بہ شکریہ سید انیس شاہ جیلانی]

خط نمبر ۱۲:

۱۔ یہ جلیل قدوائی کے تنقیدی مضامین کا پہلا مجموعہ ہے جو ۱۹۵۲ء میں اردو اکیڈمی سندھ کراچی سے شائع ہوا۔

۲۔ جلیل کا یہ مضمون مولانا حامد حسن قادری کے ایک مضمون "شاعری میں چوری" مطبوعہ اگست یا ستمبر ۱۹۳۴ء الناظر لکھنؤ کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ مولانائے موصوف نے مذکورہ مضمون کو اپنی ایک کتاب "تاریخ و تنقید" میں بھی شامل کر لیا تھا بعد ازاں دوسرے اڈیشن میں اس مضمون کو خارج کر دیا۔

۳۔ حیرت نے سید محمد جعفری کی ہکلی غزل کی فرمائش کی تھی چناں چہ جلیل قدوائی نے اپنے خط کے آخر میں جعفری مرحوم سے مطلوبہ غزل لکھوا کر بھیج دی تھی۔ اس غزل کا مطلع ملاحظہ فرمائیں:

رر ریڈیو سے ج جنگ کی خ خبر سن سن کے مگن نہ ہو
ص صفیرِ طائرِ خوش نوا ن نفیرِ زاغ و زغن نہ ہو

بحوالہ مکتوب جلیل بنام حیرت محررہ ۱۰ر مارچ کے بعد اور [۱۶ر مارچ ۱۹۵۳ء سے کچھ پہلے کسی تاریخ کا لکھا ہوا ہے] غیر مطبوعہ منقول از بیاض حیرت مخزونہ محمد آباد تحصیل صادق آباد بہ شکریہ سید انیس احمد شاہ جیلانی۔

نوٹ:۔ مکتوب جلیل کی نقل پر جو تاریخ سید انیس شاہ جیلانی صاحب نے اپنے قلم سے ۲۵ر فروری

۱۹۵۴ء درج کی ہے وہ محلِ نظر ہے کیوں کہ حیرت نے ۱۶ر مارچ ۱۹۵۳ء کے خط میں لکھا ہے کہ آپ کا تازہ خط جس کی پشت پر جعفری صاحب سوار ہیں مل چکا ہے۔''

خط نمبر ۱۳:

۱۔ چراغ حسن حسرت کے ''ماہِ نو'' میں آنے اور پھر چلے جانے کے واقعے پر روشنی ڈالتے ہوئے جلیل قدوائی رقم طراز ہیں:

''چراغ حسن حسرت صاحب ''ماہ نو'' میں آئے نہ تھے۔ وہ ریڈیو میں تھے، وہاں سے ہٹائے گئے تو سرکاری مکان سے نکلنے کا ڈر تھا، جب تک دوسرا مکان نہ ملا (کذا) ضابطے کے مطابق انھیں سرکاری ملازم دکھانا تھا۔ وہ وقت نکل گیا 'ماہ نو' سے نام بھی خارج ہوا، فی الحال کچھ پرائیویٹ کام کرتے ہیں۔ عرصہ ہوا دفتر میں آتے رہتے تھے، ادھر عرصے سے ملاقات نہیں ہوئی، ملے تو آپ کی یاد دلاؤں گا۔''

[اقتباس از مکتوب جلیل بنام حیرت محررہ ۲۱ر اپریل ۵۳ء، غیر مطبوعہ، بیاض حیرت سے منقول مخزونہ مبارک اردو لائبریری محمد آباد تحصیل صادق آباد بہ شکریہ سید انیس شاہ جیلانی]

خط نمبر ۱۴:

۱۔ مشہور اخبار نویس اور ناول نگار سید رئیس احمد جعفری، حضرت ریاض خیرآبادی کے نواسے تھے چناں چہ اسی نسبت سے آپ نے اپنے پرچے کا نام ''ریاض'' رکھا تھا۔

خط نمبر ۱۵:

۱۔ متوفی ۱۶ر اپریل ۱۹۹۳ء، دلّی، بہ حوالہ اداریہ: ''قومی زبان'' کراچی (مالک رام نمبر) اپریل ۱۹۹۴ء، جلد ۶۶، شمارہ: ۴۔

۲۔ اصل نام عبدالباری، تخلص آسی، ''اُلدن' ضلع میرٹھ تحصیل ہاپوڑ، میں ۱۸۹۳ء میں پیدا ہوئے بعدازاں لکھنؤ آ گئے اور پھر آسی لکھنوی کے نام سے مشہور ہوئے۔ تیس بتیس کتابوں کے مصنف ہیں جن میں: ''شرح دیوانِ غالب'' دو حصے، شرح تحفۃ العراقین، ترجمہ وشرح دیوان حافظ، ترجمہ فرہنگ آنندراج وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ''خودنوشت حالات'' از آسی لکھنوی ''نقوش'' لاہور، آپ بیتی نمبر ۲، ص ۱۴۳۲۔

۳۔ ''مکمل شرح دیوان غالب'': از مولانا آسی۔

خط نمبر ۱۶:

۱۔ مولانا حسرت موہانی کی زندگی اور فن جلیل قدوائی کے مستقل اور محبوب موضوعات میں سے ایک ہے۔ آپ نے مولانا حسرت موہانی کی شاعری کا انتخاب بھی کیا تھا جو پہلی بار ۱۹۲۹ء میں جامعہ بک ڈپو دہلی سے شائع ہوا۔ قیام پاکستان کے بعد مولانا کی زندگی اور ان کے قومی کارناموں کے ساتھ ساتھ ان کی ادبی خدمات پر نئے سرے سے ایک مضمون لکھا تھا جو ''ماہِ نو'' کراچی میں جولائی ۱۹۵۱ء کو شائع ہوا۔ ''حسرت موہانی'' کے عنوان سے آپ کا ایک اور مضمون ''نقوش'' کے شخصیات نمبر جنوری ۱۹۵۵ء میں شائع ہوا۔ زیرِ نظر مکتوب میں اسی مضمون کا تذکرہ ہے یہ مضمون جلیل قدوائی کے تیسرے تنقیدی مضامین کے مجموعے ''شعرا و شعریات'' (طبع اوّل، کراچی راس مسعود

سوسائٹی: ۱۹۹۱ء) میں بھی شریک ہے۔

۲۔ جلیل قدوائی، حضرت جگر کے اس زمانے کے جلیس وشیدا ہیں، جب وہ صرف خواص کے شاعر تھے اور اُناؤ میں مقیم تھے۔ کراچی میں دو مرتبہ حضرت جگر نے جلیل کے بچوں کو روپے دیے تھے۔ یہاں اسی کا تذکرہ ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: ''جگر و اصغر'' از جلیل قدوائی مرتبہ شاہ انجم ادارۂ یادگار غالب کراچی، طبع اوّل ۲۰۰۳ء ص ۵۶ تا ۵۹۔

خط نمبر ۱۷:

۱۔ لکھنوی شاعری کے نمائندے: جرات، انشا، امانت، ناسخ اور رند مُراد ہیں۔ جلیل قدوائی نے اوّلاً سہ ماہی ''العلم'' کراچی میں وقتاً فوقتاً ان شعراء کا تعارف اور انتخاب کلام پیش کیا بعد ازاں یہ انتخاب جلیل قدوائی کے ایک بھرپور مقدمے کے ساتھ کتابی صورت میں شائع ہوا۔ مشفق خواجہ مرحوم کے نزدیک یہ ''قدوائی صاحب کا سب سے اہم تنقیدی کام ہے۔'' (مقدمہ خاکستر پروانہ) مزید تفصیل کے لیے مُلاحظہ ہو: ''انتخابِ شُعرائے بدنام'' کراچی، طبع اوّل، اُردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۶۵ء۔

۲۔ ''دیوانِ غالب'' (نسخۂ عرشی) مرتبہ: امتیاز علی عرشی رام پوری، طبع اوّل، علی گڑھ، انجمن ترقی اردو، ۱۹۵۸ء، طبع دوم ۱۹۸۲ء۔

۳۔ جوش پر جلیل قدوائی کا مضمون ملاحظہ ہو: مجموعۂ مضامین ''چند اور اکابر، چند اور معاصر''، طبع اوّل، کراچی، راس مسعود سوسائٹی، ۱۹۹۳ء۔

خط نمبر ۱۸:

۱۔ عبدالحق جوبلی کمیٹی کے بارے میں جلیل قدوائی نے لکھا ہے کہ: ماہ نومبر ۱۹۵۹ء میں کراچی کے بعض اہل قلم نے یہ کمیٹی اس غرض سے قائم کی کہ مارچ ۱۹۶۰ء میں بابائے اردو کی عمر نوے سال ہونے کے سلسلے میں ایک جلسہ منعقد کیا جائے جس میں اس موقعے کی یادگار کے طور پر دو کتابیں شائع کر کے مولوی صاحب کی خدمت میں پیش کی جائیں۔ ایک کتاب بابائے اردو کے سوانح ان کی شخصیت وسیرت نیز ان کی علمی وادبی خدمات سے متعلق مضامین پر مشتمل ہو۔ دوسری کتاب میں بابائے اردو کی خطوط، اس کمیٹی کے صدر مولوی سید ہاشمی فرید آبادی جب کہ سیکریٹری جلیل قدوائی مقرر ہوئے کمیٹی میں بعض غلط لوگ بھی شریک ہو گئے تھے جن کے باعث یہ منصوبہ ناکام ہو گیا۔ اس ضمن میں مزید تفصیل کے لیے دیکھیے جلیل قدوائی کی تحریر: ''عبدالحق جوبلی کمیٹی کی کہانی'' مشمولہ ''تجزیے اور تجربے''، طبع اوّل: ۱۹۹۰ء، کراچی، راس مسعود سوسائٹی، ص ۱۵۲۔

۲۔ جلیل قدوائی کا یہ مقدمہ ''مکتوبات عبدالحق'' کے عنوان سے پہلی بار ''نئی قدریں'' حیدرآباد سندھ میں ۱۹۶۲ء میں قسط وار شائع ہوا۔ بعد ازاں ۱۹۶۳ء میں مکتبۂ اسلوب کراچی سے ''مکتوبات عبدالحق'' کے ہمراہ شائع ہوا۔ یہی اڈیشن ''مکاتیب عبدالحق'' کے نام اور سرورق کی تبدیلی کے ساتھ اردو اکیڈمی سندھ کراچی سے تقسیم ہوا۔

۳۔ جگر پر جلیل قدوائی نے طویل مضامین لکھے جو ''جگر لخت لخت'' کے عنوان سے سہ ماہی ''العلم'' کراچی کی مسلسل آٹھ اشاعتوں میں شائع ہوئے (جولائی۔ ستمبر ۱۹۶۲ء تا اپریل۔ جون ۱۹۶۴ء) اس سلسلے کا ایک مضمون ''پہلا شعلہ طور

اور ترتیب کلام جگر، ''فاران'' کراچی کے جگر نمبر (اگست۔اکتوبر ۱۹۸۰ء) میں بھی شائع ہوا۔اب یہ تمام مضامین مدوّن ہو چکے ہیں۔ملاحظہ ہو: ''جگر واصغر'' از جلیل قدوائی مرتبہ شاہ انجم طبع اوّل، کراچی ادارۂ یادگار غالب، ۲۰۰۳ء۔

خط نمبر ۱۹:

۱۔ حیرت کے اس مکتوب کے جواب میں جلیل قدوائی نے جو جواب تحریر کیا تھا اس کا ایک اقتباس ذیل میں پیش کیا جاتا ہے جس سے مذکورہ ''پروفیسر'' کے ساتھ ساتھ مکتوبِ حیرت کے دیگر مندرجات پر بھی روشنی پڑتی ہے، چناں چہ مکتوبِ جلیل بنام حیرت سے ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

> ''کارڈ ملا، شکریہ۔وہ کوئی ''پروفیسر'' ہیں نہ ''اربابِ فکر و نظر'' میں سے بلکہ ایک اخبار نویس ہیں جن سے مجھے کچھ ان بن تھی اور ہے، قادری صاحب کو نہ جانے کہاں سے یہ معلوم ہوا کہ وہ پروفیسر ہیں ایک غیر معروف رسالہ ''سات رنگ'' کراچی میں انھوں نے اپنی جہالت کا ڈھنڈورا پیٹا ہے۔ابتدا یوں ہوئی کہ اخبار 'ڈان' میں انھوں نے [کلام غالب، نسخہ، قدوائی مرتبہ جلیل قدوائی کراچی ۱۹۶۰ء پر] ریویو کیا جو معلومات اور واقعات کے لحاظ سے غلط تھا، میں نے اس کا جواب 'ڈان' میں چھپنے کو بھیجا تو حضرت نے دبا لیا، چند دن انتظار کر کے میں نے الطاف حسین صاحب (ایڈیٹر ڈان) کو اخبار نویس مذکور کی شکایت لکھی اور اپنے جواب کی نقل بھیجی انھوں نے فوراً شائع کرا دیا اب حضرت اس اخبار میں کچھ لکھنے والے تھے مگر اس کی اجازت نہ ملی تو غلط سلط اعتراضات اور وہی معروضات اس رسالے [سات رنگ کراچی] میں مضمون کی شکل میں شائع کرائے کیا ہیں کھسیانی بلی کھمبا نوچے والا معاملہ ہے اس لیے کہ ذاتیات پر اتر آئے ہیں۔میں 'ڈان' میں شائع شدہ اپنا جواب بھیجتا ہوں اس سے آپ کو ان کے مبلغ علم کا اندازہ ہو جائے گا۔''

[مکتوب جلیل بنام حیرت شملوی محررہ ۴/اپریل غیر مطبوعہ، مخزونہ مبارک اردو لائبریری محمد آباد تحصیل صادق آباد]

۲۔ مشہور ماہر غالبیات مولانا امتیاز علی خان عرشی رام پوری کے صاحب زادے۔

۳۔ رشید حسن خاں، ۲۵ دسمبر ۱۹۲۵ء کو شاہ جہاں پور (یو۔پی) بھارت میں امیر حسن خاں ولد حسن علی خاں (یوسف زئی) کے گھر پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم شاہ جہاں پور کے مدرسۂ بحر العلوم سے حاصل کی۔لکھنؤ یونیورسٹی سے ''دبیر کامل'' اور الٰہ آباد بورڈ سے ''مولوی'' کی اسناد حاصل کیں۔مختلف ملازمتوں کے بعد ۱۹۵۹ء میں شعبۂ اُردو دہلی یونیورسٹی میں ریسرچ اسسٹنٹ ہو گئے۔یہاں ۳۱ر دسمبر ۱۹۸۹ء تک خدمات انجام دیں۔آپ کا شمار اردو زبان و ادب کے نام ور محققین میں ہوتا ہے۔چناں چہ تحقیق و تنقید ہو یا تصنیف و تالیف، ترتیب و تدوین ہو یا لغت و املا، ہر میدان میں آپ نے قابل قدر خدمات انجام دیں۔آپ کی تصنیفات و تالیفات کا شمار اکتیس تک پہنچتا ہے۔۲۶ فروری ۲۰۰۶ء کو آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔شاہ جہاں پور ہی مدفن ہوا۔

[ملخصاً از ''حیات نامہ رشید حسن خاں''، مشمولہ مکاتیب رشید حسن خان بنام رفیع الدین ہاشمی مرتبہ ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد جون ۲۰۰۹ء، لاہور، ادبیات، ص ۳۳ تا ۳۷۔]

۴ بابائے اردو کے خطوط کا یہ مجموعہ جسے ''اردو مصفا'' کے نام سے سید ہاشمی فرید آبادی کے چھوٹے بھائی سید ابوتمیم نے ۱۹۶۱ء میں لاہور سے شائع کیا۔ درحقیقت جلیل قدوائی کا مرتبہ تھا جسے بابائے اردو کے نوّے (۹۰) سالہ جشن کے موقعے پر شائع کرنے کے لیے جلیل نے مرتب کیا تھا۔ مگر عبدالحق جوبلی کمیٹی (ملاحظہ ہو مکتوب نمبر ۴ کے حواشی) کے ارکان سے اختلاف کے باعث جلیل قدوائی نے جو اس کمیٹی کے معتمد اعزازی بھی تھے۔ استعفیٰ دے دیا تھا۔ کمیٹی کے صدر جناب سید ہاشمی فرید آبادی نے اس مجموعے پر اپنے برادر خرد ابوتمیم فرید آبادی کا نام بہ حیثیت مرتب درج کر کے لاہور سے شائع کر دیا۔ اس بات کا ثبوت مکتوب سید ہاشمی فرید آبادی بہ نام ڈاکٹر عبدالستار سے بھی ملتا ہے۔
ملاحظہ ہو: ''انشائے ہاشمی، مرتبہ جلیل قدوائی، طبع اوّل، ۱۹۶۲ء، کراچی راس مسعود سوسائٹی، ص ۶۴ کا حاشیہ۔
نیز ملاحظہ ہو: ''شجاع احمد زیبا کا حاشیہ بر مکتوب ہاشمی بنام مشفق خواجہ محررہ ۲۴ جنوری ۱۹۶۱ء، مشمولہ ''انشائے ہاشمی'' مرتبہ جلیل قدوائی، ص ۵۴۔

۵ مولوی سید ہاشمی فرید آبادی (۱۸۹۰ء۔۱۹۶۴ء) فرید آباد میں نواب شفیع فرید آبادی کے ہاں پیدا ہوئے۔ ان کا ننھیالی سلسلہ مرتضیٰ خاں شیخ فرید سے ملتا ہے جو قصبہ فرید آباد کے بانی تھے۔
ہاشمی فرید آبادی نے ۱۹۰۷ء میں پنجاب یونیورسٹی سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۱۲ء میں الہٰ آباد یونیورسٹی سے ایف اے کیا۔ جنگ بلقان کے حوالے سے سیاسی نظمیں لکھیں جس کی بنا پر علی گڑھ کالج سے نام خارج ہوا۔ یہاں سے نکلنے کے بعد آپ حیدر آباد دکن چلے گئے۔ جہاں وہ دارالترجمہ کے مترجم مقرر ہو گئے۔ ۱۹۴۷ء کے بعد بابائے اردو کے ساتھ پاکستان آ گئے، کراچی میں مستقل قیام کیا اور انجمن ترقی اردو کے کاموں میں مشغول ہو گئے، انجمن کی پنجاہ سالہ تاریخ لکھی اس کے علاوہ ''تاریخ مسلمانان پاکستان و بھارت'' دو جلدوں میں لکھی۔ اور بہت سی کتب کا ترجمہ کیا۔ لاہور میں مولوی محمد شفیع کے بھی ساتھ مل کر ''انسائیکلوپیڈیا'' آف اسلام کے لیے کام کیا۔ اردو لغت میں بھی ایڈیٹر کے عہدے پر خدمات انجام دیں۔ ۱۹۶۴ء میں لاہور میں انتقال ہوا۔
[ملخصاً از ''سید ہاشمی فرید آبادی کے مختصر حالات'' شجاع احمد زیبا مشمولہ ''انشائے ہاشمی'' مرتبہ جلیل قدوائی، ۱۹۹۲ء، کراچی ص ۱۴ تا ۱۹]

خط نمبر ۲۰:

۱ جلیل قدوائی کا خط منشیانہ تھا، جب تک آپ کی تحریر سے مناسبت نہ ہو پڑھنے میں دشواری تو ہوتی ہے۔
۲ گزشتہ مکتوب حیرت نمبر ۱۹ کا حاشیہ ۴ ملاحظہ ہو۔
۳ اس سوال کے جواب میں جلیل قدوائی فرماتے ہیں:
''مسٹر اشفاق حسین اور مسٹر ڈی سلوا (عیسائی) دو شرفا نے یہ علاقہ تعمیر کیا ہے اور چوں کہ آبادی ملی جلی اور مسلم، عیسائی ۵۰۔۵۰ فیصد ہے۔ علاقے کا نام بھی دونوں شرفا نے مشترکہ طور پر حسین ڈی سلوا ٹاؤن رکھا ہے۔''
[اقتباس از مکتوب جلیل بنام حیرت شملوی محررہ ۱۲/۱۰/۶۱ء غیر مطبوعہ، مخزونہ مبارک اردو لائبریری محمد آباد تحصیل

صادق آباد]

خط نمبر۲۱:

لے جلیل قدوائی نے ایک مضمون کی صورت میں اس واقعے کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو: ''غالب کا الحاقی کلام۔ ایک داستان، مطبوعہ و مشمولہ سہ ماہی ''اردو'' کراچی، جنوری ۱۹۶۹ء۔ علاوہ ازیں مذکورہ مضمون سے قبل حیرت شملوی کے نام اپنے ایک خط میں جلیل قدوائی نے غالب کے الحاق کلام کی بابت یوں تحریر کیا ہے:

''... مجھے یاد نہیں کہ مجھ سے ان [مالک رام] سے اس مسئلہ پر بات چیت بھی ہوئی تھی وہ کہتے ہیں تو ضرور ہوئی ہوگی مگر یہ یاد ہے (جس کا انھوں نے تذکرہ نہیں کیا) کہ انھوں نے مجھ سے غالبًا (اسکندریہ سے تحریر غالب کے غیر مطبوعہ کلام (مرتبہ آسی) کی نسبت پوچھا تھا اور میں نے انھیں جواباً سارا واقعہ لکھ دیا تھا۔ یہی میں نے عرشی صاحب کو بھی لکھا تھا اور نسخۂ قدوائی کے عرض مرتب میں بھی اس سلسلے میں اشارے موجود ہیں مرے ہوئے دوست کی نسبت میں نے بلاوجہ اور از خود پریس میں کوئی بیان دینا جب کہ میری کوئی خاص ادبی حیثیت بھی نہیں مناسب نہیں سمجھا مگر جب جب مجھ سے پوچھا گیا یا انفرادی طور پر لکھنے یا بات چیت کا موقع آیا۔ میں نے یہ واقعہ بیان کیا، خواجہ مسعود علی ذوقی علی گڑھ یونیورسٹی اردو ڈپارٹمنٹ میں ہیں مجھے یقین ہے وہ میرے بیان کی تصدیق کریں گے اس لیے کہ وہ بھی میرے ہمراہ ان موقعوں پر موجود رہے تھے جب آسی صاحب و غالب کا غیر مطبوعہ 'کلام' (اپنا کہا ہوا) سناتے تھے۔''

[اقتباس از مکتوب جلیل بنام حیرت شملوی محررہ ۱۵/نومبر ۱۹۶۱ء، غیر مطبوعہ مخزونہ مبارک اردو لائبریری محمد آباد تحصیل صادق آباد]

۲ے یہ رسالہ کراچی سے نکلتا تھا اور رئیس امروہوی اس کے مدیر تھے [مرتب]

۳ے اس بات کا جواب دیتے ہوئے جلیل قدوائی رقم طراز ہیں کہ:

''لغات اردو کے نمونے پر میرا تبصرہ آپ کو دیکھنے کو کیسے ملتا وہ تو ریڈیو کی تقریر تھی اور ہوا کی نذر ہوگئی۔''

[اقتباس از مکتوب جلیل بنام حیرت شملوی محررہ ۱۵/نومبر ۱۹۶۱ء ایضاً] لیکن بعد میں یہ ریڈیائی تبصرہ ''اردو نامہ'' کراچی میں شائع ہوا۔ جلیل کا یہ تبصرہ ان کے مجموعۂ مضامین تجزیے اور تجربے'' ۱۹۹۰ء کراچی، راس مسعود سوسائٹی، میں بھی شامل ہے۔

خط نمبر۲۲:

لے بیگم ہرمزی جلیل قدوائی ایم۔ اے (علیگ) ایک جانی پہچانی مضمون نگار اور کئی کتابوں کی مصنفہ تھیں۔ آپ نے بچوں کے لیے نہایت سلیس انداز میں بہت سی کہانیاں لکھیں۔ چناں چہ اس سلسلے میں ڈاکٹر محمود الرحمٰن کی کتاب ''اردو میں بچوں کا ادب'' میں بیگم ہرمزی جلیل کا خصوصی تذکرہ آیا ہے۔ علاوہ ازیں آپ راس مسعود سوسائٹی کراچی کی اہم رکن منتظمہ بھی تھیں آپ نے ۱۶/اکتوبر ۱۹۹۳ء کو وفات پائی۔

آپ کی تصانیف میں: ''سرور کائنات کے احسانات''، ''ننھی پروین'' اور ''دوسری کہانیاں''، ''کمسن مجاہد اور دوسری

کہانیاں‘‘، ’’کچھ آپ بیتیاں کچھ جگ بیتیاں‘‘ اور ’’کیفیاتِ حج بیت اللہ‘‘ قابلِ ذکر ہیں۔[مرتب]

۲۔ جلیل قدوائی نے مکتوباتِ عبدالحق کے مقدمے میں غالب، مولانا عبدالکلام آزاد، اور نیاز فتح پوری کی خطوط نویسی کا تنقیدی مطالعہ پیش کیا تھا۔ یہاں حیرت شملوی نے اسی تحریر کا ذکر کیا ہے۔ جلیل قدوائی کی رائے ملاحظہ کرنے کے لیے رجوع کیجیے: ’’مکاتیب عبدالحق‘ مرتبہ جلیل قدوائی، ۱۹۶۳ء، کراچی اردو اکیڈمی سندھ۔ صفحات ۲۴ تا ۲۷۔

۳۔ کلام غالب (نسخہ قدوائی) پر بابائے اردو کا تبصرہ ’’نگار‘‘ کی متذکرہ اشاعت میں نکلا تھا۔[مرتب]

فہرستِ اسنادِ محولہ:

۱۔ انجم، شاہ، (۱۹۹۲ء)، ’’جلیل قدوائی: شخصیت اور فن‘‘، رفاہ پبلی کیشنز، کراچی۔

۲۔ جیلانی، انیس شاہ، (۱۹۹۴ء)، ’’آدمی غنیمت ہے‘‘، مبارک اردو لائبریری، صادق آباد۔

۳۔ حسن خان، رشید، (۱۹۹۴ء)، ’’اردو املا‘‘، فکشن ہاؤس، لاہور۔

۴۔ سلیچ، محمد صغیر احمد، (۱۹۹۶ء)، ’’وفیاتِ ناموران پاکستان‘‘، اردو سائنس بورڈ، لاہور۔

۵۔ شملوی، حیرت، (۱۹۸۱ء)، ’’محفلے دیدم‘‘، مرتب: جیلانی، انیس شاہ، حیرت شملوی، اکادمی، صادق آباد۔

۶۔ صدیقی، احمد حسین، (۲۰۰۵)، ’’دبستانوں کا دبستان‘‘، جلد دوم، طابع فضلی سنز، کراچی۔

۷۔ صدیقی، احمد حسین، (۲۰۱۰ء)، ’’دبستانوں کا دبستان‘‘، جلد سوم، طابع فضلی سنز، کراچی۔

۸۔ عرشی، رام پوری، امتیاز علی، (مرتب: ۱۹۸۳ء)، ’’دیوانِ غالب (نسخۂ عرشی)‘‘، انجمن ترقی اردو، دوسری اشاعت، علی گڑھ۔

۹۔ قدوائی، جلیل احمد، (۱۹۵۲ء) ’’تنقیدیں اور خاکے‘‘، اردو اکیڈمی سندھ، کراچی۔

۱۰۔ ایضاً، (۱۹۵۹ء)، ’’تذکرے اور تبصرے‘‘، اردو اکیڈمی سندھ، کراچی۔

۱۱۔ ایضاً، (۱۹۶۰ء)، ’’کلام غالب (نسخۂ قدوائی)‘‘، ادارۂ نگارش و مطبوعات، کراچی۔

۱۲۔ ایضاً، (۱۹۶۳ء)، ’’مکاتیبِ عبدالحق‘‘، اردو اکیڈمی سندھ، کراچی۔

۱۳۔ ایضاً، (۱۹۶۳ء)، ’’مکاتیبِ عبدالحق‘‘، مکتبۂ اسلوب، کراچی۔

۱۴۔ ایضاً، (۱۹۶۵ء)، ’’انتخابِ شعرائے بدنام‘‘، اردو اکیڈمی سندھ، کراچی۔

۱۵۔ ایضاً، (۱۹۷۷ء)، ’’چند اکابر، چند معاصر‘‘، ادارۂ نگارشات و مطبوعات، کراچی۔

۱۶۔ ایضاً، (۱۹۹۰ء)، ’’تجزیے اور تبصرے‘‘، راس مسعود سوسائٹی، کراچی۔

۱۷۔ ایضاً، (۱۹۹۰ء)، ’’انشائے ہاشمی‘‘، راس مسعود سوسائٹی، کراچی۔

۱۸۔ ایضاً، (۲۰۰۳ء)، ’’جگر و اصغر‘‘، مرتب: انجم، شاہ، ادارۂ یادگار غالب، کراچی۔

غیر مطبوعہ کتاب۔

۱۹ ’’مکتوبِ جلیل قدوائی بنام حیرت شملوی‘‘، مخزونہ مبارک اردو لائبریری، صادق آباد۔

رسائل:

۲۰۔ ’’اردو‘‘، سہ ماہی، اکتوبر ۱۹۵۱ء، انجمن ترقی اردو پاکستان۔ کراچی۔

۲۱۔ ''العلم''، سہ ماہی، جولائی۔ستمبر۱۹۶۲ء، تا جون۱۹۶۴ء، کراچی
۲۲۔ ''غالب''، شش ماہی، ۱۹۹۲ء، شمارہ ۶ تا ۱۰، ادارہ یادگار غالب، کراچی۔
۲۳۔ ''فاران''، اگست اکتوبر ۱۹۸۰ء، جگر نمبر۔
۲۴۔ ''قومی زبان''، ماہ نامہ، ۱۹۶۴ء، جلد ۶۶، شمارہ ۴، مالک رام نمبر، کراچی۔
۲۵۔ ''نقوش''، ماہ نامہ/سال نامہ، آپ بیتی نمبر ۲، لاہور۔
۲۶۔ ''نئی قدریں''، ماہ نامہ، ۱۹۶۲ء حیدر آباد (سندھ)۔